نمبر ۲ | مورخہ ۵ر جولائی سنہ ۱۹۲۹ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۷ر محرم سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

۳۰ر جون کی رات کو سردار کھڑک سنگھ صاحب اور ان کے چند ہمراہیوں کو جو سکھوں کے جلسہ پر تشریف لائے تھے۔ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں دعوت طعام دی گئی جس میں بعض مقامی بزرگ بھی شریک تھے۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے سردار صاحب اور دوسرے سکھ اصحاب سے جماعت کے احباب کا تعارف کرایا۔ کھانا سکھ صاحبان کے لئے ہندوؤں سے پکوایا گیا تھا اور ہندوانہ طریق کے مطابق ان کے آگے علیحدہ علیحدہ چنا گیا۔ لیکن اکٹھی میزوں پر بیٹھ کر کھایا گیا۔ اس بات سے خوشی ہوئی کہ سکھ صاحبان چھوت چھات کی رسم کو ایک لعنت سمجھتے ہیں۔ اور اسے اُڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد سردار صاحب نے مدرسہ احمدیہ کے طلباء کو دیکھا۔ اور ان کے حالات دریافت فرماتے رہے۔

۲۹ر جون سنہ ۱۹۲۹ء تا یکم جولائی سکھوں کا جلسہ ہوا۔ جس میں مذہبی امور کے علاوہ سیاسی معاملات کے متعلق بھی تقریریں ہوئیں۔ سردار کھڑک سنگھ صاحب نے نہرو رپورٹ کو رد کرنے اور کانگریس کے اجلاس لاہور سے علیحدہ رہنے پر بہت زور دیا۔ اور انہی ایام میں لاہور میں سکھوں کی ڈیپوٹیشن کانگریس ہونے کا اعلان کیا جس میں شمولیت کے لئے سکھوں کو تاکید کی گئی۔

ہماری طرف سے سکھ صاحبان کو جلسہ کے انعقاد میں ہر طرح سہولت اور سامان بہم پہنچایا گیا۔ برف آب پلانے کا انتظام کیا گیا۔

یکم جولائی بعد نماز مغرب کھلے میدان میں ہماری طرف سے ایک جلسہ زیر صدارت جناب سید زین العابدین صاحب کیا گیا جس میں سکھ صاحبان بھی اچھی تعداد میں شریک ہوئے۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض بیان کی۔ کہ ہم سکھ صاحبان کو اپنے خیالات اور اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارا مذہب کسی سے عداوت نہیں سکھاتا۔ بلکہ صلح و آشتی کی تعلیم دیتا ہے۔ ہر مذہب کے پیروؤں کو یہی طریق اختیار کرنا چاہیے۔ اور باوجود اختلاف عقائد رواداری اور محبت کے تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔

شیخ صاحب کے بعد شیخ محمود احمد صاحب نے تقریر کی جس میں اقتباسات کے ذریعہ بتایا کہ مسلمانوں نے غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ کیسی رواداری کا سلوک کیا۔ اور ان کے مذہبی جذبات اور احساسات کا کس قدر لحاظ رکھا۔ ان کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے سکھ گوروؤں کے مسلمانوں سے تعلقات پر نہایت مؤثر تقریر کی۔ اور سکھوں کی کتب کے حوالوں سے بتایا کہ اس زمانہ میں مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات نہایت دوستانہ بلکہ مخلصانہ تھے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے نہایت دلکش انداز میں موجودہ زمانہ کے سکھوں اور مسلمانوں کو بہترین تعلقات قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

شیخ صاحب کے بعد گیانی واحد حسین صاحب نے گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی کے حوالوں سے بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمان ہونے پر تقریر کی۔ اسی ضمن میں ان اعتراضات کے گرنتھ صاحب سے ہی جواب دیئے۔ جو سکھ لیکچرار اور بابا صاحب کے مسلمان ہونے کے خلاف پیش کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی پیشگوئی گرنتھ صاحب سے ثابت کی۔

اس کے بعد اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں نہایت دلکش طرز پر تمام مجمع نے پنجابی اشعار پڑھے۔ اور جناب صدر کی تقریر پر ۱۰ بجے رات جلسہ ختم ہوا۔

۳۰ر جون۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

الفضل کا استغاثہ بنام ایڈیٹر اور اسسٹنٹ ایڈیٹر پیغام صلح کی یکم جولائی پیشی تھی جو بغیر کسی کارروائی کے ۱۵ر جولائی پر ملتوی ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی صحت کے متعلق اطلاع

ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے ۲۷ر جون سنہ ۱۹۲۹ء کو جو خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق لکھا ہے۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں:-

حضور کی صحت خدا کے فضل سے نسبتاً بہتر ہے۔ آج اور کل کسی قدر انتڑیوں میں نفخ کی شکایت تھی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اس سفر میں کامل صحت اور توانائی عطا فرمائے۔

مرثیہ

وفات حسرت آیات حضرت علامہ صوفی حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ

ازدل صد پارہ ذوالفقار علی خان گوہر

جناب حافظ روشن علیؓ صاحب مرحوم کی وفات کا سانحہ ایسا نہیں کہ جس نے سنا۔ وہ بیتاب نہ ہو گیا۔ خاصکر وہ اصحاب جنہیں ان کی خوبیاں دیکھنے اور ان کی خدمات دینی ملاحظہ کرنیکا موقعہ ملا۔ جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر ناظر اعلیٰ شملہ تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ وہیں انہوں نے یہ المناک خبر سنی۔ اس کا جو اثر انپر ہوا۔ اس کا کسی قدر اظہار وہ باوجود بیحد مصروفیتوں کے مرثیہ کے رنگ میں کرنے پر مجبور ہو گئے جسے ہم نہایت شکریہ کے ساتھ درج اخبار کرتے ہیں +

کیوں ہر اک دل ہو گیا افسردہ و اندوہگین
بن گئی آئینۂ غم کیوں ہر اک لوح جبیں

کونسا ایسا ورق اُلٹا قضا و قدر نے
خون برسانے لگی ہر چشم خوش نظارہ بیں

موج طوفاں خیز غم اٹھتی ہے ہر سینہ میں کیوں
کس تلاطم میں پھنسی ہے کشتی قلب حزیں

کس کی فرقت نے اُٹھا رکھا ہے یہ طوفانِ غم
برق و رعد و باد و باراں میرے دل میں ہیں مکیں

شعلہ ہائے سوز ہجراں۔ گریہ و آہ و بکا!!
اس ہجوم غم کی یا رب دل میں اب طاقت نہیں

ہائے اے روشن علی اے واعظِ شیریں بیاں
حافظ قرآنِ پاک و عالم دینِ متین

تیرا علم و اتقا۔ وہ تیرا درسِ دلربا
وہ ترا صدق و صفا صبر و وفا خلقِ مبیں

وہ تیری تقریر دلکش۔ دلربا طرز سخن
صحبت خوش تیری ہمکو بھول سکتی ہی نہیں

تو سراپا نور تھا اے پاکباز و پاک دل
تیری ہر اک بات تھی راحت فزا و دلنشیں

پہلوانِ حق تھا تو میدانِ علم و فضل میں
تیرے دم سے آسماں رتبہ بنی تھی یہ زمیں

تو ہر اک میداں میں لڑتا تھا صداقت کیلئے
خدمتیں کیں دین کی اور سچ تو یہ ہے خوب کیں

تیرے علم و فضل کا دشمن کو بھی تھا اعتراف
تیری عظمت اُنکے دل میں ہو گئی تھی جاگزیں

استقامت اور ہمت تجھ پہ ہوتی تھی فدا
تجھ پہ کرتی تھی شجاعت اور سعادت آفریں

پاکبازی سے تری دشمن بھی حیراں تھے بہت
رہتی تھیں ناکام اُنکی چشمہائے عیب بیں

دل لبھاتی تھی وہ تیری صوفیانہ زندگی
تیری مداحی میں تھا رطب اللساں ہر نکتہ چیں

کان ہیں مشتاق تیری نغمہ سنجی کے بہت
کچھ ترنم اور بھی اے طوطیِ سدرہ نشیں

تیری خوش الحانیاں دنیا نہ بھولیگی کبھی
یاد کر کے روئیگا تجھکو ہر اک اہل یقیں

ماہ رمضاں میں وہ تیرا درس قرآن مجید
سامنے آنکھوں کے لے آتا تھا بزم نور دیں

تیرے اُستادوں کو شاگردی پہ تیری ناز تھا
بزم علم و فضل میں ان کا رہا تو جانشیں

دلبر و دلکش تھی تیری خوش بیانی اے اخی
تھی تیری شیریں کلامی رشک قند و انگبیں

دور آخر میں بھی اپنے علم و زہد و فضل سے
تُو نے دنیا کو دکھا دی بزم دورِ اوّلیں

تُو نے جو عہد وفا باندھے تھے سب پورے کئے
آفریں اے مرد میدانِ وفا صد آفریں

مرتے دم تک خدمت دینی میں تو مصروف تھا
یاد تھی تبلیغ تجھ کو وقت انفاس پسیں

تربیت کی تو نے مخلوق خدا کی رات دن
کیوں نہ راضی اور خوش ہو تجھ سے ربّ العالمیں

کیا ہوا اگر قبر نے آغوش اپنی بند کی
کھل گئی تیرے لئے آغوش خیر المرسلیں

تیری فرقت ماتم قومی و ملّی ہے مگر
قابل صد رشک ہے یہ موت تیری بالیقیں

مومن و محسن رہا جب تک کہ دنیا میں رہا
سرخرو ہو کر گیا تو پیش خیر المحسنیں

اے زہے قسمت کہ دنیا کی کشاکش سے چھٹا
صحبت احمدؑ ہے تو ہے اور فردوس بریں

تو ہے ہم آغوش عیش جاوداں فردوس میں
دل سے اُٹھتے ہیں ہمارے نالہ ہائے آتشیں

ہم کو دے روشن علیؓ جیسے ہزاروں اے خدا
تا کہ طول و عرض دنیا میں ہو پھر ترویج دیں

تیری درگاہ معلّیٰ میں پہنچ کر ہو قبول
یہ دل صد پارۂ گوہر کی آواز حزیں

حضرت احمدؑ کا مصرعہ پڑھ کے گوہر ہو خموش
"می سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

جلد ۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ جولائی ۱۹۲۹ء | نمبر ۲

سیرت نبوی پر ۲ جون کے شاندار جلسے

سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمام ہندوستان میں ۲ جون جلسے منعقد کر کے لیکچر دینے کی تحریک خدا کے فضل و کرم سے اس سال گذشتہ سال سے بھی زیادہ شان و شوکت کے ساتھ کامیاب ہوئی۔ اور ۲ جون کے سارے دن بلکہ رات کے بھی آدھے سے زیادہ حصہ تک ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اس پاک اور مقدس انسان کا ذکر ہوتا رہا۔ جو ساری دنیا کے لئے رحمت اور برکت بن کر آیا اور جس نے نہ صرف ہر ملک ہر قوم اور ہر مذہب کے انسانوں کی بہتری اور بھلائی کے سامان پیش فرمائے۔ بلکہ حیوانوں تک کو بھی اپنی شفقت سے محروم نہ رکھا ؂

جلسوں کی تعداد

اس وقت تک ان مبارک جلسوں کے منعقد ہونے کی جس قدر اطلاعات پہنچ چکی ہیں۔ ان کی تعداد آٹھ سو کے قریب ہے۔ جن میں ابھی تک روزانہ کچھ نہ کچھ اضافہ ہو رہا ہے۔ اس دفعہ اگرچہ گذشتہ سال کی نسبت ایسے مقامات سے جہاں جماعت احمدیہ کے لوگ نہیں۔ زیادہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہو سکتا ہے۔ بہت سے مقامات سے اطلاعات نہ پہنچ سکیں ؂

ذکر نبی سننے والوں کی تعداد

بڑے بڑے شہروں کے جلسوں میں حاضری دو ہزار سے لیکر ۱۲ - ۱۵ ہزار تک کی تھی۔ اور چھوٹے شہروں۔ دیہات اور قصبوں میں سامعین کی تعداد کا اندازہ کم از کم سو ڈیڑھ سو تک کا ہے۔ اس طرح تمام جلسوں میں شریک ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ کئی لاکھ تک کا ہوتا ہے۔ اور چونکہ جلسہ میں شریک ہونے والا ہر شخص عموماً اپنے احباب اور دوستوں کے حلقہ میں ان باتوں کا ضرور ذکر کرتا ہے۔ جو اس کے کانوں میں پڑیں۔ اور اس کے لئے نئی ہوں۔ اس لئے ان لوگوں کی تعداد میں جن تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر پہنچا۔ بہت بڑا اضافہ ہو جاتا ہے ؂

غیر مسلم اصحاب کی شمولیت

گذشتہ سال کے مقابلہ میں اس دفعہ نہ صرف غیر مسلم اصحاب قریباً ہر جگہ زیادہ تعداد میں شریک ہوئے۔ بلکہ کئی مقامات پر انھوں نے خود جلسے کرائے۔ جلسوں کے انتظام میں ہر طرح امداد دی۔ جلسوں کی صدارت کی۔ اور جلسوں کی کارروائی لکھ کر ارسال کی۔ چنانچہ انہی کے نام کے ساتھ شائع کی گئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان جلسوں کے ذریعہ غیر مسلم اصحاب کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عقیدت اور اخلاص رکھتا ہے۔ وہ نہ صرف خود آپ کی مقدس اور مطہر زندگی اور بے نظیر تعلیم و تعامل سے بہرہ اندوز ہونا باعث فخر سمجھتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی مستفیض کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے اپنا وقت اور اپنا مال صرف کرنا باعث خوشی سمجھتا ہے ؂

ہم ان تمام اصحاب کے بہت ہی ممنون ہیں۔ اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ تمام مسلمانوں پر خواہ وہ کسی فرقہ کے ہوں۔ ان کی اس شریفانہ روش کا نہایت گہرا اثر پڑیگا۔ اور وہ ان سے مخلصانہ تعلقات رکھنا باعث خوشی سمجھیں گے ؂

ایسے نیک نہاد غیر مسلم اصحاب کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس مضمون میں ان کا نام بنام ذکر کرنا مشکل ہے۔ علاوہ ازیں ان کے اسمائے گرامی جلسوں کی اطلاعات کے سلسلہ میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ جن سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ بدھ۔ جینی۔ برہمو سماجی۔ غرض ہر مذہب کے لوگوں نے ان جلسوں میں قابل قدر حصہ لیا ؂

زنانہ جلسے

زنانہ جلسے بھی اس سال بہت زیادہ تعداد میں اور نہایت عمدہ انتظام کے ساتھ منعقد ہوئے۔ جن میں مسلم خواتین کے علاوہ غیر مسلم مستورات نے بھی شمولیت اختیار کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں تقریریں کیں۔ اور نظمیں پڑھیں۔ ان جلسوں کے متعلق خاص خوشی کی بات یہ ہے کہ جہاں ہر نیک تحریک میں رکاوٹ ڈالنے والے حاسدوں اور مخالفوں نے پورے زور سے مخالفت کی۔ وہاں بھی خواتین جلسے کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ اور اچھے اچھے گھرانوں اور اعلیٰ خاندانوں کی خواتین بخوشی شریک ہوئیں۔ چنانچہ امرتسر اور لاہور میں خواتین کے شاندار جلسے ہوئے۔ اور پشاور جہاں عورتوں کا کسی جلسہ میں شامل ہونا جاہل اور فرسودہ خیالات کے لوگوں کے نزدیک گناہ سے کم نہیں سمجھا جاتا۔ وہاں بھی کامیاب جلسہ ہوا۔ ہم خواتین کے اخلاص اور مذہبی جوش کو نہایت قابل تعریف سمجھتے۔ اور تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ اگر خواتین میں رواداری اور حسن سلوک کا جذبہ وسعت پذیر ہو جائے اور ان کے قلوب میں ہر مذہب کے مقدس بانیوں کی عزت و توقیر قائم ہو جائے تو ہندوستان کی فضا میں بہت جلدی نہایت خوشگوار انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ محترم خواتین کو اس کی توفیق بخشے۔ تاکہ وہ اپنی پیاری اولاد کو بانیان مذاہب کی تعظیم و تکریم کرنا بچپن سے ہی سکھا سکیں ؂

مخالفت

اس دفعہ اس مبارک اور نہایت ہی مفید تحریک کی مخالفت کرنے والوں نے بھی بہت زیادہ شدت اور زور سے مخالفت کی۔ اور حیرت کی بات یہ ہے۔ بلا کسی وجہ کے اس گناہ بے لذت کے مرتکب ہوئے۔ گذشتہ سال تو یہ بہانہ بنایا گیا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ غیر احمدیوں سے چندہ جمع کرنے اور اپنے مخصوص عقائد کی تبلیغ کرنے کے لئے یہ جلسے منعقد کرا رہی ہے۔ لیکن اس سال عوام کو دھوکہ دینے کے لئے وہ یہ بھی نہ کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ گذشتہ سال کے سینکڑوں جلسوں میں سے کوئی ایک بھی مثال ان کے پاس ایسی نہ تھی۔ جس سے وہ اپنی غلط بیانی اور دھوکہ دہی کا ثبوت مہیا کر سکتے۔ تاہم انہوں نے مخالفت میں سارا زور صرف کر دیا۔ اور بیچارے عوام کو اشتعال دلا کر بعض جگہ فتنہ و فساد بھی برپا کیا۔ لیکن اس مخالفت سے ظاہر ہے۔ کہ یہ تحریک خدا کے فضل سے بہت با اثر ثابت ہو رہی ہے۔ اور مفسدین کو ابھی سے نظر آ رہا ہے۔ کہ اگر یہ جاری رہی۔ تو انہیں فتنہ انگیزی اور مفسدہ پردازی کے لئے کوئی موقعہ نہ مل سکیگا۔ اور مختلف اقوام میں ایسا اتحاد اور یگانگت پیدا ہو جائے گی۔ کہ پھر خود غرض اور نفس پرست لوگوں کی دال نہ گل سکے گی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ مخالفت میں سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ سارا زور صرف کر کے اس تحریک کو روک دیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ یہ ان کے بس کی بات نہیں۔ یہ تحریک انشاء اللہ روز بروز ترقی کریگی۔ اور اپنے نیک اثرات سے اہل ہند کو مستفیض کریگی ؂

معزز مسلمانوں کی شمولیت

جہاں ہمیں ان عاقبت نا اندیش اور کوتہ بین مسلمانوں پر افسوس ہے۔ جنھوں نے اس تحریک کی مخالفت کی۔ وہاں اس بات کی خوشی اور مسرت بھی ہے۔ کہ نہایت معزز طبقہ کے مسلمانوں نے اسے کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ چنانچہ حیدر آباد دکن کا جلسہ نواب صدر یار جنگ بہادر صدر الصدور سرکار عالی کی صدارت میں ہوا۔ اور سکندر آباد کا جلسہ زیر صدارت نواب فخر یار جنگ بہادر بی اے فنانشل سکرٹری ہز اگزالٹڈ ہائی نس نظام حیدر آباد۔ شملہ کے جلسہ کی صدارت جناب ملک فیروز خان صاحب نون نے فرمائی۔ لاہور کا جلسہ سر میاں محمد شفیع صاحب کی صدارت میں ہوا۔ سیالکوٹ کے جلسہ میں مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے شرکت کی۔ اور پرزور تقریر فرمائی ؂

یہ چند اسماء پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ قریباً ہر جلسہ کی روئداد میں جو درج اخبار ہو چکی ہے۔ معززین کے نام موجود ہیں۔ اور یہ نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ میں دین کے متعلق دلچسپی پیدا ہو رہی ہے امید ہے۔ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جائیگا ؂

شکریہ

جہاں ہم اس تحریک کی کامیابی پر خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں۔ وہاں ان تمام مسلمان۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی اصحاب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنھوں نے کسی نہ کسی طرح ان جلسوں کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ یا ان میں شامل ہوئے۔ خدا تعالیٰ انھیں آیندہ بھی ایسے ملک و قوم کے لئے مفید کاموں میں حصہ لینے کی توفیق دے ؂

بغیر دیکھے شادی کرنے کا انجام

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے ایسی بے نظیر تعلیم پیش کی ہے۔ کہ اس پر عمل کر کے انسان جہاں ایک طرف واصل باللہ ہو سکتا ہے۔ وہاں دنیاوی طور پر بھی تمدنی اور معاشرتی الجھنوں سے محفوظ رہ کر نہایت امن اور سکھ کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اور آج جب کہ دنیا بلحاظ تعلیم و تہذیب انتہائے کمال پر پہونچ رہی ہے اس نبی امی کی پیش کردہ ہدایات سے سرمو انحراف ہزار پریشانیوں کا موجب ہوتا ہے۔

حضور علیہ التحیۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ کہ شادی سے پہلے اپنی ہونے والی بیوی کی شکل دیکھی جا سکتی ہے۔ مگر ہندو دھرم اس کی اجازت نہیں دیتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہندو ازدواجی زندگی نہایت تلخ ہو رہی ہے۔ اور اخبارات میں آئے دن اس کا اظہار نہایت دردناک پیرایہ میں ہوتا رہتا ہے۔ ایک ہندو نوجوان نے گروگھنٹال (۲۹ جون) میں اپنی داستان مصیبت شائع کرائی ہے جس میں وہ لکھتا ہے:۔

"اگر میں شادی سے پہلے اپنی بیوی کو دیکھ لیتا۔ تو ہرگز اس کے ساتھ شادی نہ کرتا۔"

آخر یہ مصیبت زدہ شخص لکھتا ہے۔

"میں پوچھتا ہوں۔ کہ آخر میری اس مصیبت کا کچھ علاج بھی ہے یا نہیں۔"

اگر ہماری آواز اس تک پہنچ سکے۔ تو ہم اسے بتاتے ہیں۔ کہ یہ مصیبت اسلامی تعلیم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اس کے سر پڑی اور اس سے نجات بھی اسلامی تعلیم کی متابعت سے ہی ہو سکتی ہے ویدک دھرم اس بارے میں کوئی راہ نمائی نہیں کر سکتا۔ لیکن رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے ایسی بے لطف اور تکلیف دہ زندگی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہی طلاق کے ذریعہ فیصلہ کرنے کی اجازت دی ہے۔

اچھوت اور سوشل حقوق

سناتن دھرم سبھا کراچی میں اپنی صدارتی تقریر کے دوران میں پنڈت مالوی جی نے فرمایا:۔

"میں چنڈال کو برہمن کی طرح اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔"

اس پر آریہ گزٹ (۲۹ر جون) بہت خفگی اور برہمی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"حقیقت میں مالوی جی مہاراج ایک چنڈال کو اپنی برادری میں وہی سوشل حقوق دیں۔ جو ایک برہمن اور خاص کر مالوی جاتی کے برہمن کو دینگے۔ ہمیں افسوس ہے۔ مالوی جی ایسا کرنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہیں۔"

یہ تو ہے سناتنی دھرم ادھار کی حقیقت۔ باقی رہا آریہ سماجی دلت ادھار کا معاملہ۔ اس کے لئے ایک مشہور آریہ سماجی لیڈر مسٹر سنت رام صاحب بی۔ اے سیکرٹری جات پات توڑک منڈل لاہور کی شہادت ملاحظہ ہو۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"ملکانے پہلے کی طرح الگ کے الگ ہیں۔ نہ ان کی بیٹی کوئی ہندو لیتا ہے۔ اور نہ اپنی ان کو دیتا ہے۔ جب وہ شکایت کرتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ تم آپس میں شادی بیاہ کر لو۔ گورداسپور ضلع میں ڈوم نام ایک اچھوت ذات ہے۔ کچھ برس ہوئے آریہ سماج نے اسے شدھ کیا تھا۔ مگر ان کو اپنے اندر جذب کرنے کی بجائے "مہاشہ قوم" کے نام سے ایک الگ ذات بنا دی گئی۔ آج اس علاقہ میں اونچی ذات کا کوئی ہندو آریہ سماجی اپنے نام کے ساتھ لفظ "مہاشہ" کا استعمال نہیں کرتا۔"

اسی طرح آریہ اخبار تیج (۱۷ر جون ۱۹۲۹ء) میں بھی اس امر کا اعتراف موجود ہے۔ لکھا ہے۔

"شدھ ہوئے لوگوں کو جذب کرنے میں اور سوسائٹیوں کی طرح آریہ سماج بھی اسی تک قاصر رہا ہے۔"

اب ظاہر ہے اگر مالوی جی پر ایک چنڈال کو اپنی برادری میں سوشل حقوق نہ دینے کا الزام عاید کیا جا سکتا ہے۔ تو آریہ سماج بھی اس سے بری الذمہ نہیں۔ اصل بات یہ ہے خواہ آریہ سماج ہو یا سناتن دھرم اچھوتوں کو ان کے حقوق دینے کے لئے کوئی تیار نہیں۔ بلکہ ہر ایک کی یہ کوشش ہے۔ کہ ان بے بسوں کو ہمیشہ کے لئے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہے۔

حضور نظام اور زراعتی کمیشن

حال میں زراعتی تحقیقات کے لئے جو کمیشن مقرر ہوا ہے اس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے حضور وائسرائے ہند نے اعلان کیا کہ اس کمیشن کے لئے ہز اگزالٹڈ ہائی نس نظام آف حیدرآباد نے دو لاکھ کی رقم عطا فرمائی ہے۔

ہندوستان میں چونکہ ہندو آبادی کی اکثریت ہے۔ اس لئے کسی خاص صوبہ میں تو زراعت پیشہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو سکتی ہے۔ لیکن مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں زراعت سے مستفید ہونے والے اکثر ہندو ہی ہیں۔ اور ایسے کمیشن کی جس کی تحقیقات سے مسلمانوں کی نسبت ہندو زیادہ فائدہ اٹھائینگے۔ حضور نظام کا اس قدر گراں عطیہ دینا آپ کی سخاوت۔ فیاضی۔ اور عام جذبہ ہمدردی بنی نوع انسان کی فراوانی کی ایک زبردست دلیل ہے۔

پولیٹکل شرارت کی آتشین بھٹی

کون نہیں جانتا۔ ہندوستان میں سیاسی بے چینی بہت حد تک آریہ سماج کی مرہون منت ہے۔ پرانی باتوں کو چھوڑیئے صرف چند ماہ کے واقعات پر اگر غور کیا جائے۔ تو یہ امر بآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ ایسی شورشوں میں تعلیم یافتہ ہندوؤں کا بہت بڑا دخل ہے۔ اور انہی حقائق کی بنا پر انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے اپنی ایک قریبی اشاعت میں لکھا ہے۔ کہ

"دیانند کالج پولیٹکل شرارت کی آتشین بھٹی ہونے کے لئے بدنام ہے (ملاپ ۲۷ر جون)

کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر اس صاف گوئی پر چیں بہ جبیں ہو کر سول کو گالیاں سنانے کے بجائے واقعات سے ثابت کیا جاتا۔ کہ ہندوستان کی پولیٹکل ایجی ٹیشن میں تعلیم یافتہ آریہ سماجیوں اور دیانند کالج کے فارغ التحصیل طلباء کا دخل نہیں۔

"پرکاش" کی الٹی منطق

لاہور کے مسلم ہائی سکولوں کے اکثر طلباء کی امتحان یونیورسٹی میں ناکامی پر تبصرہ کرتے ہوئے آریہ اخبار "پرکاش" ۳۰ر جون لکھتا ہے

"مسلمان پریس اور پلیٹ فارم مسلمانوں کی اس ناکامی کے اسباب دور کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا ایک ہی علاج ہے۔ کہ وہ ۵۶ فیصدی کے بل بوتے پر سب کچھ حاصل کر لینے کا خیال ان کے دماغ سے نکالنے کی کوشش کریں۔ جب مسلمان بھی یہ سمجھ جائینگے۔ کہ دنیا میں کامیابی کا انحصار اتنا تعداد پر نہیں۔ جتنا قابلیت پر ہے۔ تو وہ تعلیم کے میدان میں اپنے ہندو رفقاء کا کامیابی سے مقابلہ کرینگے۔"

عجیب منطق ہے۔ ہندوستان کے اکثر صوبوں میں ہندوؤں کا ۹۰۔ اور ۹۵ فیصدی کے "بل بوتے پر سب کچھ حاصل کر لینے کا خیال" نہ تو انہیں قابلیت سے محروم کرتا ہے اور نہ ہی وہ امتحانات میں ناکام ہوتے ہیں۔ لیکن پنجاب کے ۵۵ فیصدی مسلمان محض اسی خیال سے ناکام رہے جاتے ہیں۔

مسلمانوں ایسی غریب قوم کے کسی طالب علم کا سال بھر کثیر اخراجات برداشت کرنے۔ استادوں کی جھڑکیاں سہنے اور محنت کرنے کے بعد امتحان میں ناکامی کی خفت اور شرمندگی برداشت کرنے کے لئے محض اس وجہ سے آمادہ ہو جانا کہ وہ "۵۶ فیصدی کے بل بوتے پر سب کچھ حاصل" کرلے گا۔ ایسا احمقانہ خیال ہے۔ کہ اسے ایک اخبار نویس کی طرف منسوب کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ لیکن "پرکاش" بڑے زور سے اس کی اشاعت کر رہا ہے۔

ہندو لاکھ چھپائیں۔ یونیورسٹی امتحانات میں مسلمانوں کی ناکامی اور تعلیم میں پس ماندگی کے اسباب وعلل اس قدر عالم آشکار ہیں کہ ان پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اگر پنجاب یونیورسٹی ہندوؤں کے تسلط و اقتدار سے آزاد ہو جائے۔ تو "پرکاش" ایسوں کے لئے بھی یہ معلوم کرنا نہایت آسان ہو جائے گا۔ کہ مسلمان تعلیم میں اس قدر پس افتادہ کیوں ہیں۔ اور کیوں مسلمان طلبا اتنی بڑی تعداد میں ناکام رہتے ہیں۔

دراصل مسلمانوں کی تعلیم میں پس ماندہ رہنے کی وجہ یہی ہے۔ کہ باوجود ان کی آبادی ۵۶ فیصدی ہونے کے انہیں اتنی بھی تعلیمی سہولتیں حاصل نہیں۔ جتنی ہندوؤں کی نہایت قلیل تعداد کو حاصل ہیں۔ اس بات کا پتہ موجودہ وزیر تعلیم کے عہد پر نظر کرنے سے بآسانی لگ سکتا ہے۔ اور مسلم اخبارات اس بارے میں بہت کچھ واضح کر چکے ہیں۔

اشارات

امان اللہ خاں نے جو کھیل کابل میں شروع کیا تھا۔ وہ اگرچہ اسی دن ختم ہو چکا تھا۔ جبکہ "بچہ سقہ" نے صرف پچاس جوانوں کے ساتھ دار السلطنت کابل پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن انکے قندہار قیام فرمانے۔ اپنی بادشاہت کا دوبارہ اعلان کرنے اور افواج جمع کرکے کابل پر قشون قاہرہ سے یلغار کرنیکی وجہ سے خیال ہی نہیں بلکہ یقین کیا گیا۔ کہ وہی کھیل دوبارہ شروع ہو جائیگا اسی وجہ سے امان اللہ خان کے سب سے بڑھ کر نادان دوست "زمیندار" نے اپنے نوزائیدہ بھائی "ٹوڈی" کے ذریعہ ایک احمدی کا خواب نہ صرف شائع کرکے دور و نزدیک کے لوگوں تک پہنچایا۔ بلکہ خواہ مخواہ سلسلہ احمدیہ پر نہایت غیر شریفانہ الفاظ میں تمسخر اڑایا۔ حتیٰ کہ لکھ دیا:۔

"فرقہ احمدیہ کے پیر و مرشد موسیو مرزا ابھی درخت میں الٹے لٹک کر ان (امان اللہ خان) کی شکست کیلئے دعا کریں تو کوئی نتیجہ نہ ہوگا"

اس پر تو کسی کی رگ انسانیت میں حرکت نہ پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ "شرافت و معقولیت" کا روسیاہ کھنڈی مجسمہ "مدینہ" بھی مہر بلب رہا۔ لیکن جب خدا نے اپنے ایک عاجز بندہ کا خواب حرف بحرف پورا کر دیا۔ اور دنیا کے لئے ایک نشان نمایاں کیا۔ تو "الفضل" کے صرف اس طرف توجہ دلانے پر "مدینہ" کے جسم و جان میں غم و غصہ کی ایک آگ سی بھڑک اٹھی۔ اور اس نے اپنی ساری "شرافت اور معقولیت" سر بازار لٹانی شروع کر دی۔

معاصر موصوف کا "سخت ترین شکوہ" ہمارے سر ماتھے پر لیکن اگر معاف فرمایا جائے۔ تو خدمت والا میں عرض ہو کہ شکوہ سنجی "ٹوڈی" کے متعلق ہونی چاہیئے تھی۔ جس نے خواب شائع کیا۔ اور پھر اسکے متعلق استہزا کیا۔ نہ کہ "الفضل" کے متعلق۔ جس کا جرم اس خواب کی تعبیر بتا دینے کے سوا کچھ نہیں لیکن یہ بہت مہنگا سودا تھا۔ "الفضل" کو مخاطب کرتے ہوئے "مدینہ" نے جس "شرافت اور معقولیت" سے کام لیا ہے۔ اس کا اگر ہزارواں حصہ بھی "زمیندار" یا "ٹوڈی" کے سامنے پیش کرتا۔ تو اسے قدر عافیت معلوم ہو جاتی۔

معلوم ہوتا ہے "مدینہ" کے نزدیک "شرافت" نام ہے بدزبانی کا۔ اور "معقولیت" مفہوم ہے دروغ گوئی اور کذب بیانی کا۔ اسی لئے اس نے لکھا ہے:۔

"محض اس جرم کی پاداش میں کہ امان اللہ غازی کے عہد معدلت عہد میں متنبی قادیان کے چند مریدوں کو بغاوت سیاسی و غدر ملکی کے جرم میں سنگسار کر دیا گیا تھا۔ "الفضل" امان اللہ خاں کی موجودہ مصیبت کا تمسخر اڑاتا اور اس کو مذکورہ بالا جرم کا نتیجہ بتاتا ہے"

اگر "مدینہ" میں "شرافت اور معقولیت" کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہے۔ تو اس کا اخلاقی فرض ہے کہ "امان اللہ خاں کے عہد معدلت عہد میں" احمدیوں کو "بغاوت سیاسی و غدر ملکی کے جرم میں سنگسار" کرنے کا ثبوت دے۔ ہمارے پاس کابل کا وہ سرکاری اخبار موجود ہے جس میں نعمت اللہ خاں شہید کی سنگساری کا حکم درج ہے۔ اس میں ایک لفظ بھی "بغاوت سیاسی و غدر ملکی" کے متعلق نہیں بلکہ محض اختلاف عقیدہ کی وجہ سے یہ ظلم روا رکھا گیا۔ اور اسی ظلم کا شکار دوسرے احمدیوں کو بنایا گیا۔

"مدینہ" ان طول و طویل مضامین اور لمبے چوڑے فتووں کو بھول نہیں سکتا۔ جو "قتل مرتد" کے جواز میں اسکے بھائی بندوں نے شائع کئے کیا انکی غرض یہی نہیں تھی۔ کہ "امان اللہ خاں" نے جن احمدیوں کو قتل کرایا ہے۔ انہیں مرتد قرار دیکر قتل کے مستحق ٹھیرایا جائے اور امان اللہ خان کے اس فعل کو "اسلام کی گرانقدر خدمت" ٹھہرایا جائے۔ اگر یہی تھی۔ اور یقیناً یہی تھی۔ چنانچہ دیوبندیوں وغیرہ نے اس شرمناک فعل پر بذریعہ تار مبارکباد دی تھی۔ تو حیرت ہے کہ وہ لوگ دنیا کو منہ دکھانے میں کیوں نہیں شرماتے" جو اب کابل میں احمدیوں کو سنگسار کئے جانے کی وجہ "بغاوت سیاسی و غدر ملکی" قرار دے رہے ہیں۔

یہی یہ بات کہ ہم نے ورود ہند پر امان اللہ خاں کو خیر مقدم کا پیغام ارسال کیا تھا۔ مگر اب ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق گذارش ہے۔ نہ ہمارا "خیر مقدم کا پیغام ارسال کرنا" عہد اقبال و عزت میں اس کے بوٹ کی ٹو چاٹنا" تھا۔ اور نہ اب کچھ لکھنا "اسکی مصیبت و پریشانی میں اسکو ٹھوکر مارنا" ہے۔ اس وقت بھی ہماری غرض حق و صداقت کی طرف متوجہ کرنا تھی۔ اور اب بھی یہی ہے۔ البتہ پیرایہ میں فرق ہے۔ اور یہ لازمی تھا۔ خوشی کی گھڑی میں خوشی اور مسرت کے ساتھ اظہار مطلب کیا گیا۔ اور غم کی گھڑی میں رنج اور افسوس کے ساتھ عرض مدعا کیا گیا۔ چنانچہ ہم نے لکھا:۔

"وہ انسان جو تھوڑا ہی عرصہ قبل بڑے کر و فر۔ بڑی شان و شوکت بڑے رعب اور جلال کے ساتھ شاہانہ دبدبہ اور سطوت کی نمائش کرتا ہوا سرزمین ہند میں وارد ہوا۔ اب اس حالت میں ہندوستان میں آ رہا ہے کہ اسے دیکھ کر سنگدل سے سنگدل انسان کو بھی رحم آتا ہے ایسی حالت میں ان حالات اور واقعات کی تشریح اور تفصیل کرنا جنکی وجہ سے خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر کو ایسا عبرتناک فیصلہ کرنا پڑا۔ اور جنکا تقاضا یہی تھا۔ کہ ایسا ہو۔ کوئی خوش کن بات نہیں"

"مدینہ" نے "شرافت نفس" اور "حسن اخلاق" کا ثبوت اپنے ان الفاظ میں بھی دیا ہے۔ کہ "الفضل انگریزی حکومت کو اولوا الامر کہتے ہوئے نہیں شرماتا۔" تعجب ہے یہ الفاظ وہ اخبار لکھ رہا ہے جس کا ایڈیٹر "انگریزی حکومت" کے ایک معمولی عہدہ دار کے آگے ناک رگڑنے اور اسکے بوٹ کی ٹو چاٹنے میں ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتا کیا "مدینہ" میں جرأت ہے۔ کہ انگریزی حکومت کے احکام کی خلاف ورزی کرے۔ اور اسکے قوانین کی پابندی نہ کرے۔ اگر نہیں۔ تو اس سے بڑھ کر بے شرم کون ہو سکتا ہے۔ جو کہنے کو تو انگریزی حکومت کو شیطانی حکومت کہے۔ لیکن اسکے احکام کی تعمیل خدائے قدوس کے احکام سے بھی زیادہ اخلاص اور عقیدت سے کرے۔

مزا تو جب ہے "انگریزی حکومت" کے کسی قانون کی پابندی نہ کی جائے۔ اور صاف صاف کہدیا جائے۔ ہم کوئی حکم ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور پھر ان لوگوں کو شرم دلائی جائے جو انگریزی حکومت کو اولوا الامر کہہ کر اسکے احکام کی پابندی ضروری بتاتے ہیں۔ ورنہ عملی طور پر انگریزی حکومت کو اولوا الامر قرار دینا۔ مگر منہ سے بڑبڑاتے رہنا کوئی شریفانہ فعل نہیں جو لوگ اپنے قول اور فعل میں مطابقت نہیں دکھا سکتے۔ انہیں بر سر عام ڈھینگیں مارنے کی بجائے کسی بدررو میں ڈوب مرنا چاہیئے۔

بالآخر "مدینہ" کی "شرافت و معقولیت" کا جام بالکل چھلک گیا۔ اور اسنے ان افترا پردازیوں اور کذب بیانیوں کے ڈھیر میں منہ مار کر اپنے لئے قوت لایموت حاصل کرنیکی کوشش کی۔ جو بد باطن اور کمینہ لوگ بغض و عداوت میں جلکر حضرت امام جماعت احمدیہ کے خلاف لگا رہے ہیں۔ مگر مفتریوں اور کذابوں کے بیان کو کچھ وقعت دی جا سکتی ہے۔ تو دنیا کا کوئی مقدس ترین انسان بھی معصوم نہیں ثابت ہو سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر پاک اور مطہر انسان کون ہو سکتا ہے لیکن آپکی ذات بابرکات کے متعلق غیروں نے نہیں بلکہ اپنے کہلانیوالوں نے کیا کچھ نہیں کیا "رنگیلا رسول" اور "ویچتر جیون" وغیرہ ناپاک کتابیں انہی لوگوں کی صدائے بازگشت ہیں۔

ان حالات میں بدکرداروں اور بد قماشوں کی افترا پردازیوں کو وقعت دینا نہایت ہی کم عقل اور اسلام سے ناواقف لوگوں کا کام ہے۔

ہم "مدینہ" اور اسی قماش کے تمام دوسرے لوگوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ اسلام نے کسی الزام کے ثابت کرنے کے لئے جو طریق مقرر کیا ہے اور جو شرائط رکھے ہیں۔ ان کے رو سے کوئی معمولی الزام ہی ثابت کر دیا جائے۔ لیکن اگر کسی میں اتنی ہمت نہیں۔ اور پھر بھی وہ زبان کھولتا ہے۔ تو خدا اور اس کے رسول کا اس کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ کبھی اسکی کوئی بات قبول نہ کی جائے۔ اور آخرت میں عذاب الیم اس کے لئے مقرر ہے۔

جن لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف اور رسول پاک کی محبت ہے۔ وہ تو بلا ثبوت کسی پر نہ الزام لگاتے ہیں۔ اور نہ الزام لگانے والوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں لیکن جنکی اپنی فطرتیں گندی ہیں۔ جو خود شرمناک زندگی بسر کرتے ہیں۔ جو دن رات سر تا پا فواحش میں ملوث رہتے ہیں۔ انہیں خدا و رسول کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔

جماعت احمدیہ اور حکومت برطانیہ

مخالفین انبیاء کی ایذا رسانی

انبیاء علیہم السلام امن کے دلدادہ بلکہ امن قائم کرنیوالے ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی قول یا فعل امن شکن نہیں ہوتا۔ وہ نظام عالم کی تشکیل میں بہترین مدبر اور نسل انسانی کے سب سے بڑے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ ان کے اعمال و اطوار کے اتباع میں ہی دنیا کی نجات اور ان کے دامن سے ہی امن و امان وابستہ ہوتا ہے۔ لیکن اہل دنیا اپنی کج روی کے باعث ان کے طریق کو ہمیشہ قابل اعتراض قرار دیتے رہے۔ اور ان کی تعلیم کو مضر خیال کرتے رہے۔

وہ مقبولان حضرت احدیت جنہیں قدرت کے زبردست ہاتھ نے عنان حکومت سپرد کی۔ وہ بھی طعن و تشنیع کا نشانہ بنائے گئے۔ اور وہ انبیاء کرام جو کسی دوسری حکومت کے زمانہ میں مبعوث ہوئے۔ وہ بھی اندھی دنیا کے ہاتھوں ستائے گئے۔ اور مختلف انواع کی حالی و قالی مصائب کا انہیں سامنا کرنا پڑا۔ سراپا امن اور صلح کے سب سے بڑے علم بردار سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے یہاں تک کہہ دیا:۔

"ما رأينا سخلة قط اشأم على قومها منك فرقت جماعتنا وشتت امرنا وفضحتنا فی العرب"

ہم نے آپ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے (نعوذ باللہ) منحوس ترین وجود نہیں دیکھا۔ تو نے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالدیا۔ اور ہماری قوم کو تشتت و پراگندگی کی آماجگاہ بنا دیا اور ہمیں اہل عرب میں ذلیل و رسوا کر دیا۔ (دلائل النبوۃ جلد ۱ صلا)

غرض اول الذکر انبیاء کو نظام موجودہ کا بگاڑنے والا اور قومی شیرازہ کو درہم برہم کرنے والا قرار دیا گیا۔ ہاں موخر الذکر قسم کے انبیاء کی مشکلات اپنی نوعیت میں جداگانہ حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کے مخالف کبھی انہیں انتہا پسند قرار دے کر حکومت کے کان بھرتے ہیں۔ اور اگر ان کا یہ حربہ کارگر نہ ہو۔ اور نبی وقت کی امن پسندی اور آئین وفاداری ایک غیر مشتبہ صداقت ہو۔ تو وہ عوام کو متنفر اور بدظن کرنے کے لئے ان کو "خوشامدی" وغیرہ مختلف القاب سے یاد کرتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ پر "خوشامدی" کا الزام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیحیت اور مہدویت کا دعوےٰ کیا۔ آپ کے معاندین نے ہر رنگ میں حکومت وقت کو آپ سے برگشتہ کر کے آپ کو مصائب کے زندان میں گرفتار کرنا چاہا۔ لیکن جب باوجود انتہائی سرگرمیوں کے ناکام ہوئے۔ تب فوراً یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ یہ گورنمنٹ کے "خوشامدی" ہیں حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط تھیں۔ نہ حضور باغیانہ خیالات کی اشاعت چاہتے تھے۔ اور نہ ہی آپ کو گورنمنٹ کی خوشامد مطلوب تھی:۔

مسیح محمدیؐ کی مسیح ناصریؑ سے مماثلت

آپ کا دعویٰ پہلے مسیحؑ کے رنگ و بو پر ہے جس طرح حضرت مسیح ناصریؑ رومی حکومت کے زمانہ میں مبعوث ہوئے اور تاحیات حکومت وقت کے قوانین کی پابندی کرتے رہے۔ ایسا ہی ضرور تھا۔ کہ محمدیؐ مسیح بھی کسی غیر مسلم حکومت کے زیر سایہ مسیحیت کا دعویٰ کرے چنانچہ آپ کی بعثت ایام سلطنت انگریزی میں ہوئی۔ اور آپ نے بجا طور پر ہر احمدی کو نصیحت فرمائی ہے۔ کہ اپنے فرمانروا کی اطاعت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ "البغی" (بغاوت) کو ناپسند فرماتا ہے۔ اور چونکہ ہندوستان میں اس وقت گورنمنٹ برطانیہ برسر اقتدار ہے اور جس کے قوانین عام طور پر ساویانہ اور امن قائم کرنیوالے ہیں۔ اسلئے لازماً ہندوستانی احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضور نے اعلان فرمایا:۔

"اس گورنمنٹ نے ایسا ہی ہمیں اپنے سایۂ پناہ کے نیچے لے لیا۔ جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو عیسائی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا۔ جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں۔ نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں۔ بلکہ میں انصاف اور ایمان کی رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں۔ کہ اس گورنمنٹ کی شکر گذاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے نصیحت کروں۔" (اشتہار ۷ مئی ۱۹۰۷ء)

ان غیر مبہم الفاظ میں گورنمنٹ عالیہ کے اس عام احسان کا ذکر فرما کر جماعت کو اطاعت کی نصیحت کی ہے جس سے ہندوستان کی تمام رعایا بلا استثناء متمتع ہو رہی ہے۔ مگر انبیاء کرام کی سرشت میں قدر شناسی کا مادہ بے حد ودیعت کیا جاتا ہے۔ اس لئے حضور نے اس وجہ پر غیر معمولی زور دیا ہے۔ ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک کے احمدی افراد کو حضور نے بموجب اولی الامر منکم یہی تلقین فرمائی۔ کہ تم اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو۔ تا تم امن کے قائم کرنے والے ٹھہرو۔ غرض آپ نے جماعت احمدیہ کے سامنے نہایت واضح اور روشن شاہراہ پیش فرمائی۔ اور جیسا کہ احادیث نبوی میں آپ کے متعلق "یضع الحرب" (لڑائیوں کو بند کر دیگا) کی پیشگوئی تھی۔ آپ نے دنیا کے باشندوں کو امن کا پیغام دیا مبارک ہیں۔ وے جنہوں نے حق کو قبول کیا۔ اور صراط مستقیم پر گامزن ہو گئے:۔

نبی کفار کی حکومت کے ماتحت

نادان دشمنوں نے عاقبت نااندیشی کے ماتحت کہنا شروع کر دیا کہ مرزا صاحب نبی ہو کر کفار کی حکومت کے ماتحت کیوں رہتے ہیں حالانکہ اس سے قبل سیدنا حضرت یوسفؑ نہ صرف فرعون مصر کے قوانین کے پابند تھے۔ بلکہ اس کے باقاعدہ ملازم تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما كان ليأخذ اخاه فی دين الملك الا ان يشاء الله (یوسف رکوع ۹) کہ بادشاہ وقت کے قانون کے مطابق یوسفؑ اپنے بھائی کو روک نہ سکتے تھے۔ ہاں مشیت ایزدی نے اسی طرح چاہا۔ خود حضرت یوسفؑ نے فرعون مصر سے کہا تھا۔ اجعلنی علیٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم (یوسف ع ۷) کہ مجھے آپ خزانوں کا افسر مقرر کر دیں میں خوب جانتا ہوں۔ اور بہترین نگران ثابت ہوں گا۔ پس اگر غیر مسلم حکومت کی اطاعت ناقابل عفو گناہ تھا۔ تو حضرت یوسفؑ نے فرعون مصر کی حکومت کا جوا اپنے کندھے پر کیوں رکھا۔

یہود کا سوال اور حضرت مسیحؑ کا جواب

پھر حضرت مسیح ناصریؑ نے بھی جن کے مثیل ہونے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعوےٰ ہے ساری عمر اسی طرح درویشانہ طور پر بسر کر دی۔ بلکہ ایک دفعہ یہود نامسعود نے نہایت گہری سازش کے ماتحت آپ کو پھانسنا چاہا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کا قدم جادۂ استقامت سے منحرف نہ ہونے دیا۔ انجیل میں یہود کا سوال اور حضرت مسیح کا جواب بایں الفاظ درج ہے۔

"اے استاد! ہم جانتے ہیں۔ کہ تو سچا ہے۔ اور کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ کیونکہ تو کسی آدمی کا طرفدار نہیں۔ بلکہ سچائی سے خدا کی راہ کی تعلیم دیتا ہے۔ پس قیصر کو جزیہ دینا روا ہے۔ یا نہیں؟ ہم دیں یا نہ دیں؟ اس نے ان کی ریاکاری معلوم کر کے ان سے کہا۔ تم مجھے کیوں آزماتے ہو۔ میرے پاس ایک دینار لاؤ۔ کہ میں دیکھوں۔ وہ لے آئے۔ اس نے ان سے کہا۔ یہ صورت اور نام کس کا ہے انہوں نے اس سے کہا۔ قیصر کا۔ یسوع نے ان سے کہا۔ جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے۔ خدا کو ادا کرو۔ وہ اس پر بڑا تعجب کرنے لگے۔" (مرقس ۱۲ باب ۱۴ تا ۱۷)

حضرت مسیحؑ کا ارشاد "جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو" ہمارے مخالفین کے لئے مشعل ہدایت بن سکتا ہے اے کاش وہ غور کریں کہ جب حقیقت اس حد تک منکشف ہو چکی تو حضرت اقدس کے مذکور الصدر حکم پر اعتراض کیسا! اور اس کا نام "خوشامد" کیوں رکھا گیا؟

سرور دو عالم اور صحابہ کا اسوہ حسنہ

ان واقعات سے قطع نظر کر کے خود سرور دو عالم اور آپ کے صحابہ کا بہترین اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ مکہ معظمہ میں مسلمانوں پر جب عرصہ حیات تنگ کر دیا جاتا ہے۔ تو خود حضور اپنے صحابہ کو حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی اطاعت میں بھیج دیتے ہیں۔ لکھا ہے۔ فلما رأى الرسول ما يصيب اصحابه و هو غير قادر على حمايتهم مما هم فيه من سوء العذاب قال لهم لو خرجتم الى الحبشة فان بها ملكا لا يظلم احد عنده حتى يجعل الله لكم فرجا مما انتم فيه"

یعنی جب رسول مقبول صلعم نے اپنے صحابہ کی اذیت و مصیبت کو ناقابل برداشت طور پر دیکھا۔ تو آپ نے انہیں حبشہ جانے کی تلقین کی۔ اور فرمایا۔ کہ وہاں کا بادشاہ ہر شخص کو ظلم سے بچاتا ہے تم بھی وہاں جاؤ۔ تا اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی کو فراخی سے بدل دے"

صحابہ کرام خاصی تعداد میں وہاں پہنچ گئے۔ عیسائی بادشاہ کے ملکی قوانین کی اطاعت اختیار کر لی۔ جب کفار مکہ کے سفیر نجاشی [illegible]

لاسنے کے لئے گئے۔ تو حضرت جعفر بن ابی طالب نے عیسائی بادشاہ کے سامنے حسب ذیل بیان دیا:۔

"ان قومنا بغوا علینا وارادوا فتنتنا عن دیننا فخرجنا الی دیارک واخترناک علی من سواک ورغبنا فی جوارک ورجونا لانظلم عندک ایھا الملک" (تاریخ الامم الاسلامیہ للخضری صفحہ ۱۱۰)

ہماری قوم نے ہم پر حد سے زیادہ ظلم کئے۔ اور ہمارے دین کی وجہ سے ہمارے درپے آزار ہوگئے۔ اس لئے ہم تیرے ملک میں آئے اور باقی حکومتوں پر آپ کی سلطنت کو ترجیح دی۔ اور آپ کی پناہ اور عاطفت کے ہم خواہشمند ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ ہم آپ کے زیر سایہ مظلومیت کی زندگی سے بچ جائیں گے"۔

چنانچہ نجاشی نے اہل مکہ کے آدمیوں کو ناکام واپس کر دیا۔ اور مسلمان مہاجرین کو اپنے ملک میں با امن رہنے کا حق بخشا۔

غیر مسلم حکومت کی اطاعت

اس تمام بیان سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ کسی غیر مسلم حکومت کے ماتحت رہ کر اسکے قوانین کی جبکہ انکے ذریعہ سے اصول مذہب پر زد نہ پڑتی ہو اطاعت کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ انبیاء اور انکے صحابہ کی سنت ہے۔ نجاشی ہنوز اسلام میں داخل نہ ہوا تھا۔ مگر چونکہ صحابہ کرام کا محسن تھا اسلئے انکے جذبات اسکے متعلق نہایت وفادارانہ تھے۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں

"واقام المسلمون بخیر دار وظہر ملک من الحبشۃ ینازع النجاشی فی ملکہ فعظم ذالک علی المسلمین وسار النجاشی الیہ لیقاتلہ وارسل المسلمون الزبیر بن العوام لیاتیھم بخبرہ وھم یدعون اللہ فانتصر النجاشی فما سر المسلمون بشیئ سرورھم بظفرہ" (تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۳۲)

کہ مسلمان حبشہ میں نہایت اچھی طرح رہتے تھے کہ وہاں پر نجاشی کے خلاف ایک اور مدعی حکومت اٹھ کھڑا ہوا۔ مسلمانوں کو یہ بات نہایت شاق گذری اور جب نجاشی اس بادشاہ سے جنگ کیلئے گیا۔ تو مسلمانوں نے حضرت زبیر بن العوام کو مقرر کیا۔ کہ وہ جلد سے جلد نجاشی کے حالات سے آگاہ کرتے رہیں۔ اور مسلمان نجاشی کیلئے دعا کرتے تھے۔ جنگ ہوئی اور آخر کار نجاشی کامیاب ہوا۔ جس پر مسلمانوں کو بے انتہا سرور حاصل ہوا۔

اس اقتباس سے عیاں ہے کہ مومن دینیوی لحاظ سے غیر مسلم بادشاہ کیلئے بھی بجد خیر خواہی مسلم کے دل میں ہوتی ہے۔ اور وہ اسکی کامیابی کیلئے دعا کرتا ہے۔ ان امور کو خوشامد یا چاپلوسی قرار دینا نادانی ہے اور ایسا کہنے والا انسان سب سے پہلے صحابہ کرام پر حملہ کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

مندرجہ بالا میں ہم اس بات کو ثابت کر چکے ہیں۔ کہ مذہبی طور پر عملاً و قولاً غیر مسلم حکومتوں کی اطاعت بھی ایک ضروری چیز ہے۔ اور چونکہ رعایا اور بادشاہ کے درمیان دراصل معاہدہ ہوتا ہے۔ اسلئے بھی اسکی پابندی اشد ضروری ہے۔

آجکل کے بعض نادان مسلمان سیاست کی غیر معتدل رو میں بہہ رہے ہیں اور اپنے مذہبی ارشاد کو بھی پس پشت ڈال کر جماعت احمدیہ کے رویہ کی مذمت کر رہے ہیں۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کا طریق بعینہ صحابہ کرام کا طریق ہے۔

اخبار زمیندار چونکہ آپ کو سیاست کا واحد اجارہ دار خیال کرتا ہے حالانکہ ہر معاملہ میں منہ کی کھاتا ہے۔ اس بارہ میں خاص طور پر قابل ذکر ہے امید ہے کہ ہمارا معاصر ان حقائق کو بنظر امعان دیکھ کر یاد رکھیگا۔

اہلحدیث اور گورنمنٹ برطانیہ

زمیندار کی اتباع میں کچھ عرصہ سے اخبار اہلحدیث نے بھی یہی روش اختیار کر رکھی ہے حالانکہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری خود اپنے قلم سے لکھ چکے ہیں۔

(۱) "خدا کی مہربانی سے حکومت نے سب رعایا کو اپنی اپنی بہتری سوچنے اور اپنے مذہب کی اشاعت کرنیکی اجازت بخشی ہوئی ہے۔ جو ایک بڑی نعمت خداوندی اور سلطنت کا احسان ہے" (اہلحدیث ۲۶ر جنوری ۱۹۱۲ء)

(۲) "ہماری دور اندیش گورنمنٹ اپنی کروڑہا مخلص رعایا (مسلمانان) کے جذبات کو بھی محسوس کرتی ہوگی۔ ...... ہمارا حق ہے۔ کہ اپنی گورنمنٹ کے حضور اپنے جذبات کو پیش کر کے دست سوال دراز کریں۔ اور کہیں ع۔ سائیں کرے سوال پورا" (اہلحدیث ۱۵ دسمبر ۱۹۱۱ء)

مگر تعجب ہے۔ کہ آپ نے جماعت احمدیہ کے وفد کی نئے گورنر پنجاب سے محض ملاقات پر طوفان بے تمیزی برپا کئے رکھا۔ اور جماعت احمدیہ کے طرز عمل پر نکتہ چینی کرتے رہے حالانکہ ہم گورنمنٹ کیسامنے "دست سوال دراز" کرنے یا صلہ و انعام کی خواہش کی خاطر نہیں جاتے۔ بلکہ نہائت اہم سیاسی یا مذہبی حقائق کو پیش کرنا ہمارے مدنظر ہوتا ہے۔

بالآخر ہم تمام مسلم پبلک کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اندھا دھند احمدیت کے دشمنوں کی بات کو درخور اعتنا نہ سمجھا کرے۔ جبتک اس کی تحقیق نہ کرے گورنمنٹ برطانیہ اور دیگر ہمارا کی حکومتوں کے متعلق ہمارا وہی رویہ ہے۔ جو ہم سے پہلے انبیاء اور ان کے متبعین کا تھا۔ ہم نہ خوشامد پسند ہیں نہ ہی بغاوت پسند۔ بلکہ خود امن میں رہ کر دنیا کو امن میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

(خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل قادیان)

سیرت رسول کریمؐ کے متعلق ۲ر جون کے جلسے

متواتر کئی پرچوں میں ۲ر جون کے جلسوں کی اطلاعات نہائت مختصر الفاظ میں شائع کرنے کے باوجود تا حال یہ سلسلہ جاری ہے اب صرف ان مقامات کے نام درج کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جہاں جلسے ہوئے ان جلسوں کے انعقاد میں جن اصحاب نے حصہ لیا۔ ان کا خاص طور شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

(۱) سیالکوٹ زنانہ جلسہ (۲) موضع لسیاڑا (گجرات) (۳) موضع نگلا (آگرہ) سانڈھن (۴) چک منبر ۳ شادیوال (گجرات) (۵) کاہنووان (گورداسپور) (۶) ملوال جدید (فیروزپور) (۷) فتح گڑھ (۸) فتحپور (فیروزپور) (۹) کھریڑاں (فیروزپور) (۱۰) جوڑہ (فیروزپور) (۱۱) کوٹ کپورا جنکشن (۱۲) لادھوکا (فیروزپور) (۱۳) محکم دالا (فیروزپور) (۱۴) فتح آباد (حصار) (۱۵) جالی کماند (ڈیرہ غازیخان) (۱۶) بستی پرانی (ڈیرہ غازی خان) (۱۷) اوکاڑہ (منٹگمری) (۱۸) موضع دولت (شیخوپورہ) (۱۹) چک ۱۳۱ (خانیوال) (۲۰) عثمان گڑھ (راولپنڈی) (۲۱) غورم گجر (راولپنڈی)۔ ۲۲۔ کریام (جالندھر) ۲۳۔ کمام (جالندھر)۔ ۲۴۔ کریم پور (جالندھر) ۲۵۔ سنگروعہ۔ ۲۶۔ لکوال (جالندھر)۔ ۲۷۔ سلطان پور (جالندھر)۔ ۲۸۔ راہوں (جالندھر)۔ ۲۹۔ نواں شہر (جالندھر)

۳۰۔ چک ۱۲۱ (سرگودھا) ۳۱۔ موضع رجاڈلی۔ سرگودھا ۳۲۔ دھنی دیو چک نمبر ۲۳۳ (لائل پور) ۳۳۔ موضع موہنوال (لاہور)۔ ۳۴۔ موضع دھرنی اسپورٹ (راجوری) ۳۵۔ موضع دیوا سنگھ۔ ملتان۔ ۳۶۔ مڑل (ملتان) ۳۷۔ خان پور قاضی۔ (ملتان)۔ ۳۸۔ کھوکھر (ملتان) ۳۹۔ جاہاں میرن خان (ملتان)۔ ۴۰۔ شاہ پور ابجار (ملتان) ۴۱۔ سانگری (ملتان)۔ ۴۲۔ گوگھڑاں (ملتان) ۴۳۔ شجاع آباد (ملتان)۔ ۴۴۔ بستی کلکے والی (ملتان) ۴۵۔ بستی باغپورانہ موضع پونٹہ (ملتان)۔ ۴۶۔ نور پور (ملتان)۔ ۴۷۔ علی پور زنانہ جلسہ (ملتان)۔ ۴۸۔ جلال پور پیروالا۔ ملتان۔ ۴۹۔ گنویں۔ ملتان)۔ ۵۰۔ بھلوال۔ ۵۱۔ چک ۳۵ جنوبی۔ سرگودھا۔ ۵۲۔ پہاڑ گنج (دہلی) ۵۳۔ چک ۳۰/۱۱-L۔ ۵۴۔ چک نمبر ۱۱-L/۱۳۲۔ ۵۵۔ چک ۱۱-L/۲۷ (منٹگمری)۔ ۵۶۔ پوہلا مہاران۔ سیالکوٹ۔ ۵۷۔ مگولہ۔ سیالکوٹ۔ ۵۸۔ چندر کے جنڈیالہ (سیالکوٹ)۔ ۵۹۔ مگول (سیالکوٹ)۔ ۶۰۔ صالح پور (کٹک)۔ ۶۱۔ گوہالی پور۔ کٹک۔ ۶۲۔ مچھر ہاٹ (کٹک)۔ ۶۳۔ کھرڑ (انبالہ) ۶۴۔ پنڈی چری (شیخوپورہ)۔ ۶۵۔ چک ۱۲۶ گ۔ ب (لائلپور) ۶۶۔ فیض اللہ چک (گورداسپور) ۶۷۔ بہبل چک گورداسپور۔ ۶۸۔ سنکوہا (گورداسپور)۔ ۶۹۔ منڈی کرال (گورداسپور) ۷۰۔ دانیانوالی۔ گورداسپور۔ ۷۱۔ اسماعیلہ (گجرات) ۷۲۔ سجان پور ٹیرا۔ (کانگڑہ)۔

کلام ثاقب

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خاکسار بہت کمزور اور ضعف اور ناتوانی زوروں پر تھی۔ کچھ عرض نہ کر سکا۔ اس حالت افتادگی اور بیچارگی میں خیال آیا کہ موت وحیات کا کوئی اعتبار نہیں اپنا وہ ذخیرہ کلام جو حضرت سیدنا مسیح موعودؑ کے دربار گوہر بار میں پڑھا گیا۔ اور جس کو ارکان ملت اور اعیان طریقت نے قدر دانی کی نگاہ سے دیکھا اور وہ حصہ نظم جو حضرت خلیفہ اولؓ کے حضور سنایا گیا۔ اور وہ سرمایہ سخن جو حضرت خلیفہ ثانی ایدہم اللہ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں شائع ہوا۔ اور جلسہ ہائے سالانہ پر عرض کیا گیا۔ ان تینوں زمانوں کے کلام کو ترتیب دیکر ہدیہ ناظرین کروں اور چونکہ اب خاکسار کی صحت ترقی کر رہی ہے۔ اور حضرت صاحب (خلیفہ وقت) کی دردِ دل کی دعائیں بام آسمانی پر بارگاہ رحمانی میں قبول ہو رہی ہیں امید رکھتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت انجام دے سکوں گا۔ اور چندے حیات مستعار جو باقی ہے اسی دھن میں پوری کر کے منزل مقصود کا راستہ لونگا اور اس خدمت کو پورا [illegible]

[illegible]

جناب حافظ روشن علی صاحب کی وفات پر اظہار غم و افسوس

صدر انجمن احمدیہ کی قرارداد

حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ نے حسب ذیل ریزولیوشن اظہار افسوس کے لئے پاس کیا ہے :۔

"یہ مجلس حافظ روشن علی صاحب مرحوم کی بے نفس اور پُرجوش عالمانہ اور فاضلانہ خدمات سلسلہ حقہ کا دلی اعتراف کرتے ہوئے ان کی وفات پر اظہار افسوس کرتی ہے۔ اور ان کے پسماندگان اور دیگر اقربا و رشتہ داروں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتی ہے حافظ صاحب مرحوم کی تبلیغی خدمات بہت ہی قابل قدر اور دوسرے احمدیوں کے واسطے ایک قابل تقلید نمونہ تھیں۔ جن کے سبب مجلس ان کی شکرگذار ہے۔ اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرتی ہے۔ حافظ صاحب مرحوم کی وفات بلحاظ ان کے علم و فضل اور اخلاص و زہد اور محنت و جانفشانی کے ایک قومی صدمہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں جنت میں بلند مقامات عطا فرمائے۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے بہت سے عالم و فاضل جماعت میں پیدا ہوں اور ہوتے رہیں۔ آمین ؛

فتح محمد سیال۔ ناظر اعلیٰ قادیان ؛

جامعہ احمدیہ کی قرارداد

ہم تمام پروفیسران و طلبائے جامعہ احمدیہ نہایت رنج و غم سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات جامعہ احمدیہ کے لئے بالخصوص اور تمام سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بالعموم ایک سخت نقصان دہ واقعہ ہے۔ ہم تمام پروفیسران اپنے محب شفیق اور ہم تمام طلبائے جامعہ اپنے محترم استاد کی بے وقت موت اور تحمت فراق جُدائی پر دل سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ جناب حافظ صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی خوبیاں۔ آپ کے اخلاق آپ کے علم و تبحر اور آپ کی بے نظیر تعلیم و تدریس کو یاد کر کے جس قدر بھی رنج و الم پیدا ہو۔ کم ہے۔ اور جس قدر بھی اس کا اظہار کیا جائے۔ عین مناسب ہے لیکن ہم بمطابق سنت نبوی یہی کہتے ہیں۔ العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی بہ ربنا اور ہماری دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور آپ کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام قرب کے درجات عطا فرمائے۔ اور ہم کو اس صدمہ عظیم میں جناب حافظ صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ تعالیٰ کے اہل و عیال و دیگر تمام اقارب سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا تعالےٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہم متفقہ طور پر یہ بھی تجویز کرتے ہیں۔ کہ اس ریزولیوشن کی ایک ایک نقل سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبارات اور جناب حافظ صاحب کے پسماندگان کی خدمت میں بھیجی جائے "

محمد سرور شاہ۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ قادیان

شاگردان جناب حافظ صاحب کی قرارداد

حافظ صاحب مرحوم و مغفور کے شاگردوں کا ایک اجلاس بروز جمعہ ۲۸ جون ۱۹۲۹ء کو منعقد ہوا ۔ جس میں مندرجہ ذیل تجاویز قرار پائیں :۔

(۱) ہم تمام شاگردان حضرت حافظ روشن علی صاحب نہایت رنج و افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ حضرت حافظ صاحب کی وفات حسرت آیات آپ کے شاگردوں کے لئے بالخصوص اور تمام سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بالعموم ایک رُوح فرسا واقعہ اور ایک سخت نقصان دہ حادثہ ہے۔ ہم سب شاگرد اپنے نہایت مکرم محترم۔ بیحد شفیق و مربی خاص محسن اُستاد کی بے وقت وفات اور نہایت شاق جدائی پر دل سے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اجرنا فی مصیبتنا واخلف لنا خیراً منہا کہتے ہیں۔ حافظ صاحب نے جس کمال ہمدردی اور بے لوث محبت اور خاص توجہ سے ہمیں خدا تعالیٰ کی پاک کتاب اور احادیث و دیگر علوم کی کتابیں پڑھائیں۔ اور اپنے اخلاق فاضلہ اور اسوہ حسنہ سے ہماری تربیت فرمائی تھی۔ اور قدم قدم پر ہماری رہنمائی کی تھی۔ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ آپ کی تمام خوبیوں اور علمی تبحر اور بے حد احسانات کو یاد کر کے ہماری طبائع میں جس قدر بھی رنج و غم اور کرب پیدا ہو۔ تھوڑا ہے۔ اور اس کا جس قدر بھی اظہار کیا جائے۔ وہ لائق و مناسب ہے۔ کیوں نہ ہو

لئن حسنت فیہ المراثی وذکرھا
لقد حسنت من قبل فیہ المدائح

لیکن حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں ہم یہی کہتے ہیں :۔ ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا استاذنا لمحزونون۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل عندہ باجل مسمّٰی۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے خاص فضل و کرم سے حضرت حافظ صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور اعلیٰ علیین میں داخل کرے۔ ان کے درجات بلند فرمائے ہمیں ان کی پسندیدہ و جاری کردہ باتوں پر عملدرآمد کرنے کی توفیق بخشے۔ تاکہ ان کی روح مبارک کو خوشی پہنچے۔ آمین

(۲) ہم اپنی اس تکلیف کے ساتھ ہی اس صدمہ کا بھی احساس کرتے ہیں جو حافظ صاحب جیسے کنبہ پرور، شفیق و مربی باپ اور خاندان میں سے واحد باقی ماندہ بزرگ کی وفات پر ان کے اہل و عیال و دیگر اقارب کو پہنچا ہے۔ جو ان سے جسمانی تعلق بھی رکھتے تھے ہمیں اس صدمہ عظیم میں ان سے پوری ہمدردی ہے۔ ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین ؛

(۳) ہم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ حضرت حافظ روشن علی صاحب جو ملت احمدیہ میں اپنے تقویٰ و طہارت، اپنی دینی علمیت و قابلیت، راہ اسلام میں اپنی سرفروشی۔ اپنے فیضان عظیم۔ اپنے عالم باعمل ہونے کے لحاظ سے ایسے وجود خاص تھے۔ جن کو اللہ تعالےٰ اپنے خاص فضل سے اپنے سلسلہ کے لئے پیدا کرتا ہے۔ جو حضور ایدہ اللہ کی خلافت میں قدرت ثانیہ کے لئے ثانی عبدالکریم تھے۔ جو حضور کی فوج ظفر موج میں لاثانی جرنیل تھے۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام مبلغین کے لئے قائد اعظم تھے۔ جو دربار خلافت کے محبوب ترین ارکان تھے۔ جو حضور ایدہ اللہ کی فاتحانہ یلغاروں میں رفیق سفر اور خادم خاص تھے۔ ان کی جدائی کی وجہ سے حضور کو جو عظیم الشان صدمہ پہنچا ہے۔ اس کا اندازہ ممکن نہیں۔ ہم حضرت حافظ صاحب مرحوم کے شاگردان حضور کی اس تکلیف میں خادمانہ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور حضور کے اس غم میں شرکت کرتے ہوئے بصد ادب درخواست کرتے ہیں کہ :۔

(۱) حضور ایدہ اللہ حضرت حافظ صاحب مرحوم کی ترقی درجات کے لئے خاص دعا فرمائیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ جو ورا و الورا ہستی ہے۔ اپنے غیر معلوم و غیر معمولی اسباب و ذرائع سے اپنی بے بہا طاقتوں اور قدرتوں سے سلسلہ عالیہ کے اس نقصان عظیم کی تلافی فرمائے جس کے لئے خدا تعالیٰ سے ہماری دلی دعا ہے کہ جس طرح اس نے قدرت اولیٰ کے زمانہ میں عبدالکریم اول کی وفات پر قدرت اولیٰ کی توجہ و برکت سے عبدالکریم ثانی پیدا کر دئے تھے۔ ویسے ہی قدرت ثانیہ ثانی عبدالکریم کی وفات پر قدرت ثانیہ کی برکت و توجہ سے ثانی حافظ صاحب پیدا فرمائے۔ آمین (۳) ہمیں حضرت حافظ صاحب کی تمناؤں۔ آرزوؤں۔ مبارک خواہشوں اور ان کے شروع کئے ہوئے کاموں کے پورا کرنے کا شرف بخشے۔ اور اسبات کی توفیق عطا فرمائے آمین

(۴) ہمارا یہ اجلاس یہ بھی ضروری قرار دیتا ہے کہ حافظ صاحب مرحوم کی کوئی یادگار قائم کی جائے۔ حافظ صاحب چونکہ عالم انسان تھے۔ اس لئے کوئی علمی یادگار ہونی چاہیئے۔ اس یادگار کی تعیین و تجویز کے لئے باہر کے تمام ایسے احباب سے درخواست ہے۔ کہ جن کو حضرت حافظ صاحب کی شاگردی کا فخر حاصل ہے کہ وہ خود غور و خوض کے بعد کوئی ایسی نتیجہ خیز تجویز بتادیں جس کو ہمارا محدود حلقہ بلحاظ مالی و وقتی حالات کے

”ولادت مسیح علیہ السّلام کے متعلق“

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی خیال آرائیاں

(ایک معزز غیر احمدی کے قلم سے)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے پیغام صلح میں محکمات اور متشابہات پر بحث کرتے ہوئے ولادت مسیح کی آیات کو متشابہ قرار دیا ہے۔ قرآن شریف میں سورۂ آل عمران کے ابتدا میں حضرت یحییٰؑ اور مسیحؑ کا قصہ بیان کرنے سے قبل محکمات اور متشابہات کا ذکر کیا گیا ہے۔ محکمات کے لفظی معنے ”مضبوط کی گئیں“۔ اور اس سے مراد وہ آیات قرآنی ہیں جو ظاہر المعانی ہوں یعنی لفظ اور معانی انکے واضح ہوں۔ متشابہات سے مراد ملتی جلتی یکساں یا کئی طرف ملنے والی آیات ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے محکمات کو ام الکتاب کے نام سے موسوم فرمایا ہے ؎

اصل آیت قرآنی زیر حوالہ

هوالذی انزل علیك الكتٰب منه اٰیٰت محكمٰت هن ام الكتٰب واخر متشٰبهٰت - فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله - والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا به كل من عند ربنا وما یذكر الا اولوا الالباب ٥ ترجمہ وہی اللہ ہے جس نے تیری طرف کتاب اتاری ہے۔ اس میں سے بعض آیات محکمات ہیں۔ جو کتاب کی اصل ہیں اور باقی متشابہ ہیں۔ پس جنکے دلوں میں کجی ہے۔ وہ فتنہ اور تاویل کی خواہش سے اسی حصہ کی پیروی کرتے ہیں جو اس میں سے متشابہ ہے اور اسکی تاویل کوئی نہیں جانتا مگر اللہ۔ اور وہ لوگ جو پختہ علم والے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم اسپر ایمان لائے۔ سب کا سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ مگر سوائے اہل دانش کے کوئی نصیحت نہیں پکڑتا (آل عمران) اگر کوئی صاحب ضد اور تعصب سے الگ ہوکر فقط قرآن پاک کی عبارت اور ترجمہ کو پڑھ لیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ٹھوکر سے بچ جائینگے مذکورہ آیت سے بالبداہت پتہ چلتا ہے کہ آیات متشابہات کی اصل غرض ازدیاد ایمان اور حصول تذکیر ہے۔ محکمات اور متشابہات کے الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اول الذکر سے مراد ظاہر المعانی اور موخر الذکر سے مقصود مستور المعانی ہے۔ انکے اندر وہی فرق ہے۔ جو ظاہر اور پوشیدہ میں ہو سکتا ہے ؎

پس ظاہر پر مخفی کو قیاس کر لینا دانشمندی سے بعید ہے۔ امور مخفیہ کی حقیقت پر صرف اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔ یا وہ جسکو خدائے تعالیٰ آگاہ فرمائے۔ اسکے سوائے ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ الفاظ کے ظاہری معانی پر ایمان لے آئے۔ چون و چرا کو دخل نہ دے۔ ڈاکٹر صاحب کا قیاس اس بارہ میں بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ شیرینی کا حکم زہر پر لگانا طبابت کا ماتم ہے اور سخت ناانصافی ہے۔

ڈاکٹر صاحب جواب دیں

ڈاکٹر صاحب کو محکمات کی شناخت پر بڑا ناز ہے۔ مرکب نطفہ کے قانون کو آپ محکمات کے ماتحت قرار دیتے ہیں اور اسی قانون کو متشابہات پر حاوی ظاہر کرتے ہیں۔ آپ کو اس امر میں سخت مغالطہ لگا ہوا ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ آپ کا مقرر کردہ قانون ابدار محکمات کے ماتحت ہے یا متشابہات کے؟ نیز یہ بھی فرمائیں۔ کہ بندر یا کسی دوسرے حیوان کے مرکب جوڑہ سے اول البشر کی ولادت کا قانون قرآن میں کہاں مذکور ہوا ہے آیت قرآنی کے حوالہ سے بیان فرمائیں؟ کیا اللہ تعالیٰ جب چاہے۔ قانون ابدار کا اعادہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ یعنی کوئی ولادت ابدار کے طور پر واقع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ”ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر“ کی آیت قرآنی محکمہ ہے یا متشابہ؟ اگر خدا تعالیٰ اس کا عملی ثبوت دینے کے لئے بعض ولادتوں کو آیات و آئین نادرہ اور خاصہ کے ماتحت وقوع میں لائے تو آیا اس مختار مطلق کو اس کا اختیار بھی ہے یا نہیں؟ متشابہات اگر کسی کی سمجھ میں نہ آئیں تو کیا انکو یہی لازم ہے کہ اپنی خواہشات کے ماتحت انکی تاویلیں پیش کرتا پھرے؟ متشابہات وہ آیات ہیں کہ جنکے معانی غیر ظاہر ہوں۔ اور محکمات کے مطالب ظاہر ہوتے ہیں۔ کیا اس صورت میں ایکدوسرے کی ضد ہوگا یا نہیں؟ محکمات میں وہ کونسا قانون ہے جس کے رو سے بغیر شوہر کے عورت کا بچہ جننا سنت اللہ کے اعتبار سے ممتنع ہے۔ آیت قرآنی کا حوالہ مرحمت فرمائیں؟ نیز بغیر باپ اور ماں دونوں کے کسی مرد کا مجرد حکم خدا سے مٹی سے پیدا ہو جانا قرآن کی کس آیت کے رو سے سنت اللہ کے مخالف ہے؟ اور آیا قانون ابدار پر ”سنت اللہ“ کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟

خدا کی قدرت کاملہ اور خدائی شہادت

ہم اس امر میں آپ کے ساتھ متفق ہیں کہ پیدائش کا عام قانون یہی ہے کہ انسان مرد اور عورت دونوں کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے لیکن یہ حقیقت ابھی تک آپ پر مستور ہے کہ کس طرح بغیر جوڑہ کے خدا پیدا فرمایا کرتا ہے۔ یہ بھی سنت اللہ ہے لیکن سنت نادرہ و خاصہ ہے۔ آپ فرمائیں کہ کسی فعل کے کتنی مرتبہ وقوع کو آپ کے نزدیک سنت اللہ کہنا چاہیئے؟ اگر آپ کو کوئی ایسا انسان نہ ملا ہو۔ جو بلا پدر ولادت مسیح علیہ السلام کی صداقت پر شہادت دے سکے۔ تو کیا آپ رب العلمین اور خالق مسیح کی شہادت کو بھی قبول کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ خدا کی تین مقدس کتابیں کنواری کے حاملہ ہونیکی شہادت دے رہی ہیں۔ یعنی تورات انجیل اور قرآن۔ اور یہ تینوں کتابیں تین ہی زمانوں پر مشتمل ہیں۔ تورات قبل از ولادت کی کتاب ہے۔ انجیل خاص ولادت کے زمانہ کی کتاب ہے۔ قرآن مجید ولادت کے بعد کی کتاب ہے۔ تورات میں پیشگوئی ہے کہ کنواری حاملہ ہوگی۔ انجیل نے کنواری کے حاملہ ہو کر بیٹا جننے کی عینی شہادت دی ہے قرآن پاک نے اس واقعہ کی بشد و مد تصدیق فرمائی ہے۔ کیا با ایںہمہ آپ کا انکار قائم ہی رہیگا؟ ”ساء ما تحکمون“

انکار اور اصرار

لیکن ڈاکٹر صاحب! آپ ان شہادات کو کس بنا پر رد کر سکتے ہیں۔ آخر آپ جیسے فرزانہ اور عقلمند انسان کے پاس کوئی وجہ تو موجود ہونی چاہیئے۔ آسمانی کتابوں کی شہادت کوئی معمولی کتابی شہادت نہیں۔ یہ تو اس خدائے علیم و خبیر کی اپنی ذاتی شہادت ہے۔ جس نے ان کتابوں اور مقدس نوشتوں کو نازل فرمایا۔ پھر خدا کے لئے بتائیے کہ وہ کون عینک ساز ہے جو ایسا چشمہ تیار کر سکے۔ جس سے وراء اللہ اشیاء دکھائی دے سکیں؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ محکمات تو محکمات ہیں۔ اُن کا تو ذکر ہی یہاں غیر متعلق ہے۔ آپ متشابہات کی تاویلات کے مدعی ہیں۔ انکی تاویل کرنا تو بعینہٖ ہی ایسا ہے جیسے کوئی شخص خدا کی ذات مستور و محجوب کو منظر عام پر لانے کے درپے ہو۔ عقلمند انسان کا کام تو صرف یہ ہے۔ کہ اس قسم کی آیات پر اُن کے ظاہری الفاظ کے مطابق ایمان لے آئے۔ کیونکہ ایسے حقائق مستورہ جنکی خدا نقاب کشائی کرنا نہیں چاہتا۔ اور انکو مکتوم رکھنا ہمارے لئے باعث منفعت اور موجب ازدیاد ایمان خیال فرماتا ہے۔ انکو معرض بحث و تمحیص میں لانا کسی طرح مناسب نہیں۔ امور متشابہ کی حقیقت اللہ کے پاس ہے۔ اور ان کا قانون عام قانون سے مستثنیٰ ہے! اللہ تعالیٰ نے جہاں آدمؑ اور مسیحؑ کی ولادت کو متشابہ قرار دیا۔ وہاں عند اللہ کے الفاظ بیان فرمائے تاکہ کوئی متشکک وہاں متردد نہ ہو۔ اور انکو خدا تعالیٰ کی خاص آیت سمجھ کر اسپر بلا تاویل جوئی اور در فتنہ کشائی بلا چون و چرا ایمان لے آئے اور کہے۔ اٰمنا به كل من عند ربنا۔ یعنی ہم ایمان لائے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ؎

جناب مرزا صاحب اور ڈاکٹر صاحب

جناب مرزا صاحب مسیح کی ولادت بلا پدر کو تسلیم فرماتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب عبارات قرآنی کی تاویل کرتے ہیں۔ اور مسیح کا باپ قرار دیتے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے کہ متشابہات کے معاملہ میں تاویلیں صرف وہ لوگ کرتے ہیں جن کے قلوب میں زیغ یعنی کجی ہوتی ہے۔ ہم تو واللہ خاموش رہینگے۔ لیکن کیا ارباب دانش و فہم خدا کے نام پر فیصلہ فرمائینگے۔ کہ آیا مامور من اللہ (بقول ڈاکٹر صاحب) کے دل میں کجی ہے یا متبع مامور من اللہ کے دل میں؟ جناب ڈاکٹر صاحب غور فرمائیے۔ اور۔ آیت کو پھر پڑھ کر معنی کر لیجئے۔ جناب مرزا صاحب ایک جگہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں ”جو یہ کہتا ہے۔ کہ اس (حضرت عیسیٰ کا) باپ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے اور خدا تعالےٰ کے اس نشان کو جو انکی (حضرت عیسیٰ کی) پیدائش میں رکھا ہوا تھا بے حرمتی کرتا ہے“۔ یہاں کسی نیچری کی تخصیص نہیں۔ جناب مرزا صاحب نے ہر اُس شخص کو جو مسیح کا باپ ماننے والا ہو۔ قانون شکن اور خدائی نشانات کی بے حرمتی کرنیوالا قرار دیا ہے۔ خطاب عام ہے۔ ڈاکٹر صاحب ہوں۔ یا کوئی اور صاحب ہوں۔

بخلاف ازیں ڈاکٹر صاحب کے خیالات کے مطابق خدا کا قانون یہ ہے کہ ہر مولود باپ اور ماں کے مرکب نطفہ سے پیدا ہوتا ہے جس کا لازمی نتیجہ

ہی ہوگا۔ کہ ہر وہ شخص جو عیسٰیؑ کو بلا باپ متولد شدہ تسلیم کرتا ہے۔ وہ خدائی قانون کو توڑنے والا ہے۔ اب ہم نہیں سمجھتے۔ کہ اس ساری جدل و بحث کی زد کس پر پڑتی ہے (واللہ اعلم بالصواب)

ڈاکٹر صاحب سے گذارش

ہم جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں نہایت مودبانہ طریق سے عرض کرنے کی اجازت کے خواہاں ہیں کہ جس حالت میں کہ وہ اپنے مرشد جناب مرزا صاحب کے عقائد اور ایمانیات سے اختلاف کرنے میں مختار مطلق ہیں تو آپ احمدیت کے نام کا لزوم کس بنا پر اپنے لئے ضروری خیال فرماتے ہیں؟ متشابہات سے الگ ہو کر محکمات کو لیجئے۔ اللہ نے فرمایا۔ ورضیت لکم الاسلام دیناً۔ یعنی ہم نے خوش ہو کر تمہارے لئے دین کا نام اسلام رکھا ہے (قرآن شریف) اب آپ فرمائیں۔ کہ آیا یہ قرآنی آیت محکمات میں سے ہے یا نہیں۔ اور اگر واقعی یہ آیت محکمہ ہے تو احمدیت کے نام سے آپ کی وابستگی کیوں ٹوٹنے میں نہیں آتی۔ یہ سوال آپ سے اس لئے کیا گیا ہے کہ آپ جناب مرزا صاحب سے اختلاف کرنے میں کوئی حرج نہیں دیکھتے اور آپ انکی حکمیت کو کامل رنگ میں عملاً تسلیم نہیں کرتے (وہ لوگ ان سطور میں ہماری بحث سے خارج ہیں۔ جو جناب مرزا صاحب کو کامل حکم اور مقتدا تسلیم کرتے ہیں) شاید اگر آپ یہ فرمائیں۔ کہ تعارف کے لئے یہ اسماء ضروری ہیں۔ تو لتعارفوا کی آیت میں صرف دنیوی یا جسمانی رنگ میں شعوب اور قبائل کا ذکر ہے۔ اسلام کے اندر کوئی قبائل اور کنبے نہیں ہیں۔ اسلام ملت واحدہ کا نام ہے۔ کیا آپ یہ جرأت کرنے کے لئے آمادہ ہونگے کہ احمدیت سے اپنی بے تعلقی کا کھلا اظہار فرما دیں اور اپنے لئے صرف اسلام کا تعلق باقی رکھیں لیکن خدا ہی جانتا ہے۔ کہ لاہوری جماعت کے خداوندان کے لئے یہ امر سخت مشکل ہے ممکن ہے اس سے غیر مبایعین میں بدظنی اور انتشار کا خدشہ لاحق ہوتا ہو۔ واللہ اعلم۔ شاید جناب امیر لاہوری جماعت کے وابستگان دامن عقیدت اس جرأت کے متحمل ہو سکیں یا نہ؟ (واللہ اعلم بالصواب)

ایمان بالغیب اور مومنین

ڈاکٹر صاحب اپنے مذکورہ مقالہ میں یوں فرماتے ہیں "سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ حضرت مسیح کی پیدائش کو اگر بن باپ فرض کر لیا جائے تو لوگوں کے لئے اس میں کیا نشان اور معجزہ ہوگا۔ کیونکہ لوگوں کو ایک کنواری کو حاملہ پا کر یہ کس طرح یقین آئے گا۔ کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہوئی ہے۔ انہوں نے تو فرشتہ کی آواز سنی نہیں۔ ان کے ہاں کوئی عورت بغیر مرد کے حاملہ ہوتی نہیں۔ تو پھر وہ کس طرح مان لیں۔ کہ یہ ایک معجزہ ہے۔ اور کنواری بغیر مرد کے حاملہ ہو گئی ہے۔ دنیا کا کوئی انسان کوئی عدالت مسلمان ہو یا عیسائی۔ کسی کنواری کے اس ادعا کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ وہ بغیر مرد کے حاملہ ہو گئی ہے۔ اس کا حاملہ ہونا ایک قطعی ثبوت اس بات کا قرار دیا جائے گا۔ کہ مس بشر ہوا ہے" ڈاکٹر صاحب کی مذکورہ تحریر کو بغور ملحوظ رکھ کر آپ فرض کر لیں۔ کہ بقول ڈاکٹر صاحب جناب مرزا صاحب چودھویں صدی کے مجدد و مسیح موعود۔ مہدی معہود حکم اور عدل تھے۔ جناب مرزا صاحب ایک وقت میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ بعض احکامات پر گذشتہ شب خدا نے خود دستخط فرمائے۔ اور خدا کے قلم سے سرخ روشنائی کے دھبے میرے کپڑوں پر پڑ گئے۔ جناب مرزا صاحب کو اس پر کامل تیقن ہے۔ اور آپ اس واقعہ کو بحلف مؤکد بیان فرماتے ہیں۔ سامعین اس پر یقین نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ جناب من۔ خدا کوئی مجسم چیز نہیں۔ وہ قلم کو جسمانی ہاتھ میں لے کر کس طرح لکھ سکتا ہے؟ ہم نے خدا کو کسی کاغذ پر کبھی دستخط کرتے آجتک نہیں دیکھا۔ یہ محض آپ کا اپنا بیان ہے۔ ہماری آنکھیں اس پر گواہ نہیں ہیں۔ یہ امر عام سنت اللہ کے خلاف ہے۔ جناب مرزا صاحب اپنے کپڑوں پر سرخ روشنائی کے دھبے لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ لوگ جواب میں یوں عرض کرتے ہیں۔ کہ عالی جناب۔ روشنائی کے دھبے لکھنے والوں کے کپڑوں پر اکثر لگ ہی جایا کرتے ہیں۔ اس میں کونسی انوکھی بات ہے +

یہ مقدمہ عدالت میں جاتا ہے

آخر اس امر کو فیصلہ کرنے کے لئے دنیوی مسلمانوں۔ عیسائیوں یہودیوں۔ اور دیگر ہر قسم دنیا دار لوگوں کی ایک مشترکہ کمیشن اجلاس کرتی ہے۔ اس عدالت میں عالیشان فضلاء اور ڈاکٹر نہ صرف اسسٹنٹ سرجن بلکہ سول سرجن اور ان سے بھی زائد العہدہ لوگ شامل ہوتے ہیں۔ کمیشن کا کوئی رکن جناب مرزا صاحب کے بیان کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور فیصلہ جناب مرزا صاحب کے خلاف سنایا جاتا ہے۔ اب آپ فرمائیں۔ کہ اس کمیشن کے اراکین کو آپ کس طرح مطمئن کریں گے؟ خدارا کوئی حل تو اس کا تجویز فرمائیے؟ للہ ضرور ایسا کیجئے۔ ڈاکٹر صاحب۔ واللہ اس قضیہ پیش آمدہ پر اپنے علم الوجدان سے ضرور شعاع باری کیجئے گا +

مومنین بالغیب اور سچے دیندار

مزید برآں۔ فرض کیجئے کمیشن مذکور کا فیصلہ جناب مرزا صاحب کے خلاف شائع ہو جاتا ہے۔ خدائے واحد پر غائبانہ ایمان لانے والوں کی ایک جماعت تفصیلات اور روئیداد مقدمہ سے بھی آشنا ہوتی ہے۔ وہ ایک جانب دنیا داروں کے فیصلہ کی واقعیت پر بھی نظر ڈالتے ہیں۔ دوسری جانب جناب مرزا صاحب کے زہد اور تقدس کو بھی ملاحظہ کرتے ہیں۔ انکے اندر غیوب پر ایمان لانے کی استعداد پہلے سے موجود ہوتی ہے وہ خدا کے بڑے بڑے نشانات قدرت سے پہلے ہی آگاہ ہوتے ہیں۔ وہ خدا کو اسباب کا مقید نہیں مانا کرتے۔ وہ خدا کو قادر علی الاسباب یقین کرتے ہیں۔ وہ خدا کی کتاب میں یمن کی ملکہ سبا کا حال پڑھ چکے ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہوتے ہیں۔ کہ کس طرح خدا نے آنکھ جھپکنے سے پہلے ملکہ سبا کا تخت یمن سے ملک شام میں (فاصلہ غالباً زائد از ہزار میل) سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پہنچا دیا تھا۔ وہ اس خدائے قدیر کی قدرتوں پر آگاہ ہوتے ہیں۔ جس نے عصائے موسوی کو اژدہا بنا دیا تھا۔ ہاں وہ خدا جس نے دست موسیٰ کو ید بیضا کر دیا تھا۔ خدا کرے ڈاکٹر صاحب ان باتوں کو تسلیم کرتے ہوں (واللہ اعلم) قادر مطلق خدا کے کارناموں کو کون حیطہ شمار میں لا سکتا ہے؟ قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی (سورہ کہف) کو ملاحظہ فرمائیے۔ اور اس پر بھی ذرا خدارا نکات ذوق و وجدان کی بارش برسائیے۔ غرض مومنین بالغیب کی یہ جماعت اظہار صداقت کے لئے تڑپ اٹھتی ہے اور ببانگ بلند اعلان کرتی ہے۔ امنا بہ کل من عند ربنا +

دہریوں کی حیرت اور خیرہ چشمی

وہ لوگ جنکی نظر محض دنیا کی زندگی پر ہے۔ اور وہ لوگ جنکی تمامتر مساعی دنیا ہی کے لئے وقف ہو گئیں وہ حیران ہو جاتے ہیں کہ ان دیوانوں اور مجنونوں کو کیا ہو گیا؟ یہ کس طرح خلاف سنت اللہ باتوں کو متوہمانہ یقین کر رہے ہیں۔ غرض ہم معترضین کو بتانا چاہتے ہیں۔ کہ وہ صریح غلطی پر ہیں۔ وہ تاویلات جنکو وہ حقیقت سمجھ رہے ہیں۔ در اصل سراب در صحرا ہیں۔ اس دنیا کی وادی پرخار میں وہ کون بشر ہے جس نے آج تک سنت اللہ کو محیط کیا ہو۔ اگر کوئی ایسا مدعی ہے بھی تو وہ محض ذوق و وجدان کی بھول بھلیوں میں گرفتار اور اوہام باطلہ کی کشتی پر سوار ہوگا +

اے معترضین۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ وہ مغرب جس کو آغوش اسلام میں لانے کے لئے آپ عظیم الشان قولی تہیئے کر رہے ہیں وہ سائنس جدیدہ کے نام پر قابو میں آنے کا نہیں۔ اس سائنس کا مخترع تو خود وہ آپ ہے۔ یا یوں کہئے کہ اس کا مصنف اور موجد ہے +

کتب الہیہ

کتب الہیہ پر وہی سعید ایمان لائیں گے جو خدا کو آئے دن بدلنے والی تھیوریوں (Phenomena) کی بنا پر نہیں مانتے۔ بلکہ وہ جن کے قلوب خوش اسلوب توحید حقہ کے مصفا اور مجلی پانیوں سے دھل چکے ہیں۔ وباللہ التوفیق

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

والسلام مع الاکرام

ڈائری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

(۲۷ جون ۱۹۲۹ء)

تنظیم سرینگر کے بعض دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ یہاں کی جماعت تنظیم کی طرف توجہ نہیں کرتی۔ اگر وہ منظم جماعت کی صورت میں ہو۔ اور تبلیغی کوششوں میں لگ جائے۔ تو ریاست پر اچھا اثر پڑے۔ اس علاقہ میں جماعتیں تو موجود ہیں اور اچھی جماعتیں ہیں مگر چونکہ ان کی کوئی تنظیم نہیں۔ اس لئے علاقہ پر اثر نہیں پڑتا۔ سٹیٹ کی طرف سے کوئی مخالفت بھی نہیں۔ اگر ایسا ہو جائے۔ تو مسلمان ترقی کر سکتے ہیں۔ پہلے بھی کئی لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر گورنمنٹ سے ٹکرا کر تباہ و برباد ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر تعلیم ایسی دی۔ کہ کسی حکومت کے خلاف نہیں۔ یہاں انجمن بننے کی صورت میں کامیابی ہو سکتی ہے

ذوالقرنین فرمایا۔ بعض صدیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی ولادت پر جمع ہوئیں۔ اور بعض روحانی ولادت پر۔ یعنی بعثت کے زمانہ میں۔ اس طرح آپ ذوالقرنین کی پیشگوئی کے مصداق ٹھہرے۔

مخالفت سرینگر کے دوستوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ واعظین کی وجہ سے جماعت کی مخالفت یہاں بہت ہوتی ہے فرمایا پنجاب میں تو ہم لوگ مخالفت کو پسند کرتے ہیں کیونکہ جہاں مخالفت ہوتی ہے۔ وہاں ترقی بھی ہوتی ہے۔ مجھے بعض لوگوں نے بڑے غصے میں خط لکھے۔ کہ تم ہماری مخالفت کیوں نہیں کرتے۔ لاہور سے چکڑالیوں کا ایک رسالہ نکلتا ہے وہ میرے نام بھیجا کرتے تھے۔ ایک عرصہ کے انتظار کے بعد انہوں نے خط لکھا۔ کہ آپ ہماری مخالفت کیوں نہیں کرتے میں نے جواب لکھایا۔ مخالفت بھی خدا کے فضل سے ہوتی ہے۔ اور مخالفت اس چیز کی کی جاتی ہے۔ جس کے اثر سے انسان ڈرتا ہو۔

قبر مسیح یہ بھی ذکر آیا۔ کہ یہاں کے بہت سے گائڈ بنوا لئے گئے ہیں۔ مگر حضرت مسیحؑ کی قبر کا کسی نے ذکر نہیں کیا حضور نے فرمایا۔ اس کی آسان صورت یہ ہے۔ کہ اس کے فوٹو لے کر بمبئی۔ مدراس وغیرہ مقامات پر فروخت کئے جائیں۔ انہیں دیکھ کر امریکن و یورپین لوگ اس طرف کا رخ کرینگے۔ اور کشمیر آکر اس قبر کو دیکھینگے۔

بنی اسرائیل کشمیری قوم کے بنی اسرائیل ہونے کا ذکر آیا۔ تو فرمایا کوہ سلیمان جو سامنے نظر آتا ہے۔ یہی بتاتا ہے کہ یہ نام بنی اسرائیل کا تجویز کردہ ہے۔ اسی طرح ہاروت و ماروت کا گاؤں جو اسلام آباد کے پاس ہے۔ کشمیریوں کے نام اور لباس بھی بالکل شامیوں جیسے ہیں۔

صفائی فرمایا۔ اگرچہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ یہ قوم صفائی پسند ہو۔ مگر یہودیوں کو دیکھا گیا ہے۔ وہ بھی بہت گندے رہتے ہیں۔

قبر مسیح کا پتہ فرمایا۔ کہ پچھلی دفعہ جب میں یہاں آیا۔ اور حضرت مسیحؑ کی قبر پر گیا۔ تو دریافت کیا۔ یہاں کوئی ہے۔ جس سے قبر کے متعلق حالات معلوم کئے جائیں۔ ایک بوڑھی عورت بتائی گئی۔ میں نے دریافت کیا۔ مائی یہ کس کی قبر ہے۔ تو کہنے لگی۔ عیسیٰ علیہ السلام مسیح کی۔ میں نے کہا۔ مائی کیا کہہ رہی ہو۔ مولوی لوگ تمہارے مخالف ہو جائینگے۔ وہ تو کہتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ کہنے لگی۔ ہمارے بڑے لوگ یہی کہتے چلے آئے ہیں۔

فریمیسن سوسائٹی اس کے متعلق ایک صاحب نے دریافت کیا یہ کیسی جماعت ہے۔ سیاسی یا مذہبی۔ فرمایا۔ سوشل جماعت ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کرنی۔ اور خاص خیالات کی تائید کرتی ہے۔

قرآن میں پھلوں کا ذکر پھلوں کا ذکر آیا۔ تو فرمایا۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں صرف انہی پھلوں کا ذکر ہے۔ جو عرب میں پائے جاتے تھے۔ باقی ممالک کے پھلوں کا ذکر نہیں۔ اگر تمام ممالک کے پھلوں کے نام اور ان کی اقسام کا ذکر ہوتا۔ تو یہ دینی کتاب نہ ہوتی۔ بلکہ کتاب الاثمار ہوتی۔

(۲۸ جون ۱۹۲۹ء)

عیادت خواجہ صاحب ۲۸ جون بروز جمعہ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور میاں ناصر احمد صاحب کو ساتھ لے کر خواجہ صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے خواجہ صاحب نشاط باغ کے آگے دامن کوہ میں سرینگر سے ۵۰۰ فٹ کی بلندی پر خیمہ میں رہتے ہیں۔ خواجہ جلال الدین صاحب اور خواجہ صاحب کا بیٹا صلاح الدین محمود صاحب وہاں تھے۔ موٹر پہنچتے ہی حضور نے فرمایا۔ پوچھ لو۔ اگر تکلیف نہ ہو۔ تو ہم مل لیں کل موٹر خراب ہونے کی وجہ سے نہیں آئے تھے۔ صلاح الدین صاحب سے جب میں نے یہ کہا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ خواجہ صاحب انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر باہر کرسی پر بیٹھ کر حضور خیمہ کے اندر گئے خواجہ صاحب نے کھڑے ہو کر حضور سے اور ہم سے مصافحہ کیا۔ خواجہ صاحب چارپائی پر بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب کرسی پر۔ گفتگو زیادہ تر بیماری کے متعلق ہوتی رہی۔ خواجہ صاحب نے حضور کی طبیعت کے متعلق پوچھا حضرت ام المومنین حضرت میاں شریف احمد صاحب حضرت میاں بشیر احمد صاحب نواب صاحب کے متعلق بھی پوچھا۔ پھر خواجہ صاحب نے اپنا قصہ سنانا شروع کیا۔ جو علاج کراتے ہیں۔ اور جو عارضے رہے ہیں سب کا ذکر ہوتا رہا۔ خواجہ صاحب افیون بھی آج کل کھاتے ہیں۔ ایک رتی سے شروع کی تھی۔ ابھی یہ خیال ہے۔ کہ چھ ماہ اور کھائیں۔ تاکہ اعصاب مضبوط ہو جائیں۔ بس کے جو انہوں نے بتایا سب ہم چکے ہیں۔ کھانسی ہے جو سر پر ٹھنڈا پانی ڈالنے سے ہٹ جاتی ہے اور نیند آ جاتی ہے۔ اصل شکایت کہتے ہیں یہ ہے کہ دماغ بہت مشغول رہتا ہے کام طبیعت ثانی بن گیا ہے۔ ایک گھنٹہ حضور بیٹھے۔ (خاکسار عبدالرحیم درد)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا مکتوب گرامی

بنام

(پیر عبدالعلی برادرزادہ جناب حافظ روشن علی صاحب مرحوم)

عزیز عبدالعلی نے جو مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ جناب حافظ صاحب کی فوتیدگی پر غم والم سے بھرا ہوا خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا۔ جس کے جواب میں حضور نے تحریر فرمایا

عزیز من!

السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حافظ صاحب کی وفات سے ایک مخلص خاندان کے آخری فرد کا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا خاتمہ ہوتا ہے اب اس خاندان میں سے صرف آپ ہی ایک نرینہ اولاد ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اپنے آباء کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں گے۔ اور پوری کوشش کریں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے آثار کو آپ کے ذریعہ سے قائم رکھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو حافظ صاحب کی وفات ایک قومی نقصان ہے اور اس صدمہ میں تمام جماعت آپ لوگوں کے شریک حال ہے۔

خاکسار مرزا محمود احمد

میمو (برما) میں کامیاب مناظرہ

(تار بنام الفضل)

ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ میمو (برما) بذریعہ تار (۲۹ جون) اطلاع دیتے ہیں۔ غیر احمدیوں کی سخت مخالفت اور سید عبداللطیف صاحب احمدی کی رنگون سے آمد کو غنیمت جان کر جماعت احمدیہ نے غیر احمدیوں کو صداقت مسیح موعودؑ اور ختم نبوت پر مناظرہ کا چیلنج دیا جس سے ملاں حواس باختہ ہو گئے۔ چونکہ انہیں معدودے چند احمدیوں کے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ تھی اس لئے دور دور سے ہندوستانی مولویوں کو اطراف برما سے بلایا۔ احمدیوں نے جنکی کل تعداد یہاں چھ ہے ہر قسم کے سخت شرائط تسلیم کر لئے۔ اور ۲۳ جون کو مناظرہ جامع مسجد میں شروع ہوا۔ ایک معزز غیر احمدی صدر تھے۔ مباحثہ چھ گھنٹے جاری رہا۔ قریباً ایک ہزار غیر احمدی و غیر مسلم شامل ہوئے۔ سید عبداللطیف صاحب احمدی مناظر نے آیات قرآنی سے اپنے دعوے کے دلائل پیش کئے۔ اور اپنے مدمقابل مولوی غلام علی شاہ صاحب آف مانڈلے کو چیلنج کیا۔ کہ ان دلائل کو توڑ دیں لیکن غیر احمدی مولوی صاحب قریباً بارہ دوسرے مولویوں کی مدد سے بھی آخر تک جواب نہ دے سکے۔ الحمد للہ بہت بڑی کامیابی ہوئی اور غیر احمدیوں کو احمدی خیالات سے آگاہ کرنے کا عمدہ موقع ملا۔ خدا کے فضل سے نیک نتائج مرتب ہونے کی امید ہے۔

ہندوستان کی خبریں!

دہلی - ۲۸ جون - ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۷ کے ماتحت موضع ڈھنڈ ضلع جالندہر کے ایک شخص کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کئے ہیں - اس شخص کے خلاف الزام یہ ہے - کہ اس نے "سرخ مکاتیب" کے اجراء سے ملک کے متعدد افراد کو خوفزدہ کیا ہے -

ناگپور - ۲۸ جون - صوبجات متوسط کے بابائے اعظم کے سرچٹ نویس آج صبح چار بجے اپنے بھائی کے مکان پر راہیٔ عدم ہوئے - آپ کی ارتھی کے ہمراہ خلائق کا کافی ہجوم تھا بلدیہ کے ادارے - جملہ مدارس و دفاتر آج بند رہے -

شملہ - ۲۸ جون - سر شیخ عبدالقادر سید رضا علی کی جگہ پبلک سروس کمیشن کے قائم مقام رکن ہونگے -

پشاور - ۲۷ جون - معلوم ہوا ہے - کہ موجودہ حکمران کابل سر فرانسس ہمفریز سابق سفیر برطانیہ متعینہ کابل کو پے درپے برقی پیغامات بھیج رہا ہے کہ میں عملی طور پر افغانستان کو اپنے تمام دشمنوں سے صاف کر چکا ہوں - آپ حکومت برطانیہ سے برطانی سفارت کو کابل میں واپس لانے کی منظوری حاصل کرنے کے لئے اپنے رسوخ کو استعمال کریں -

پشاور - ۲۷ جون - آفریدیوں اور شیعوں کا جرگہ ٹوٹ گیا قبائل کے بہت سے آدمی تیراہ کو واپس چلے گئے ہیں - اور باقی کل واپس جا رہے ہیں - آفریدی جو شیعوں کی زمین پر قابض ہیں - اسے چھوڑنا نہیں چاہتے - اور شیعہ اسے بہرحال واپس لینا چاہتے ہیں -

شملہ - ۲۸ جون - قبائل منگل جرنیل نادرخان کی سرکردگی میں وادیٔ لوگر کے دہانہ پر بمقام ٹکئی پہنچ گئے ہیں - معلوم ہوتا ہے - کہ ابھی تک والئے کابل کی افواج سے جو اس وقت وادیٔ لوگر پر قابض ہیں - اس کا مقابلہ نہیں ہوا -

کلکتہ - ۲۸ جون - بنگال میں دھوئیں کی خرابی کے تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ مظہر ہے - کہ کلکتہ کی ہوا دھوئیں کی کثرت سے خراب ہو رہی ہے - اور ہر سال ۸۰۰۰ آدمی ایسی بیماریوں سے مر جاتے ہیں - جو دھوئیں سے پیدا ہوتی ہیں - شہر کی صحت برقرار رکھنے کے لئے سستی بجلی اور گیس مہیا کرنے کی ضرورت ہے

پونا - ۲۵ جون معلوم ہوا ہے - کہ امیر امان اللہ خان کے پاس جو دولت ہے - اس کے ظاہر کرنے میں لوگوں نے مبالغہ کیا ہے - آپ کے پاس صرف دس ہزار پونڈ ہیں -

کولمبو - ۲۷ جون - گذشتہ رات - ہندوستان سیلون - فجی - نیوزی لینڈ - اور آسٹریلیا کے بوائے سکاؤٹس کولمبو میں جمع ہو کر انگلستان کو روانہ ہو گئے - اگست کی برکن ہیڈ والی نمائش میں شریک ہونگے - آسٹریلیا کے بوائے سکاؤٹس کی تعداد ایک سو نوے تھی - ہندوستانی سکاؤٹس کی جماعت اضلاع متحدہ - کلکتہ - مدراس اور ٹراونکور کے سکاؤٹس پر مشتمل تھی سیلون کے دستے میں پچاس سکاؤٹس ہیں -

نینی تال - ۲۸ جون - آج یو - پی - لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس میں ایک ریزولیوشن اس مطلب کا پاس کیا گیا - کہ گورنمنٹ کے بل متعلقہ قانون مالگزاری ۱۹۰۱ء سے ایک دفعہ خارج کی جائے - جو مالگزاری ادا نہ کرنے پر زمینداروں کی گرفتاری کے متعلق ہے -

بمبئی - ۲۹ جون - لارڈ اروِن اور ان کی لیڈی صاحبہ آج دوپہر کے ڈیڑھ بجے بعزم انگلستان جہاز "راولپنڈی" میں سوار ہو گئے - جو لوگ انہیں الوداع کہنے کے لئے موجود تھے ان میں وائیسکونٹ گوشن اور ایک درجن کے قریب والیان ریاست بھی تھے -

مدراس - ۳۰ جون پالاگھاٹ میں ایک انجمن معرض وجود میں آئی ہے - جس کا مقصد یہ ہے کہ چیچک کے ٹیکے کی مخالفت کی جائے - اس کے سکرٹری نے اپنے بچے کو ٹیکہ لگوانے سے انکار کر دیا - اس پر اسے عدالت سے تین روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی - اس نے جرمانہ ادا کرنے سے انکار کر دیا - اور آنریری مجسٹریٹوں کی بنچ میں ایک بیان پڑھ کر سنایا - جس میں عدالت کی کارروائی کو ناجائز قرار دیا - معلوم ہوا ہے - کہ اب اس نے مقالعہ جوئی کر رکھا ہے -

بمبئی - ۲۸ جون - اطلاع ملی ہے - کہ خسرو دکن امپیریل بنک آف انڈیا کے ساتھ حساب کتاب کھولنے والے ہیں اور اپنے ذاتی خزانہ کا ایک کروڑ روپیہ بطور امانت جمع کرائیں گے -

کلکتہ - ۲۸ جون دوپہر کے سوا ایک بجے بوائلر پھٹنے کا ایک خوفناک حادثہ ہوا - دھماکے کی آواز تین تین میل کے فاصلے سے سنی گئی - دھماکے کی شدت کا یہ عالم تھا - کہ جس عمارت کے اندر یہ بوائلر لگے ہوئے تھے - اس کی فولادی چھت اور دیوار کا ایک حصہ فضا میں اڑتا ہوا دریائے ہگلی میں جا گرا - نقصان کا اندازہ دو لاکھ روپے کا ہے -

سلہٹ - ۲۸ جون - کریم گنج سب ڈویژن میں بہت سے گاؤں طوفان اور سیلاب میں دب گئے ہیں - بہت سے گاؤں تو بالکل ہی غرقاب ہو گئے ہیں - اور ان کے باشندوں اور مکانوں کا سراغ لگانا مشکل ہو گیا ہے -

اوٹاکمنڈ - ۲۸ جون - ہندو مندروں میں نوجوان دیوداسیوں کا جو طریقہ چلا آتا ہے - اس کو بند کرنے کے لئے جو قانون بنایا گیا تھا - وہ وائسرائے نے منظور کر لیا -

شملہ - ۲۸ جون - گورنر جنرل باجلاس کونسل نے عدن کی ریلوں کو تمام قسم کے ٹریفک کے لئے یکم اگست ۱۹۲۹ء سے بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے

بمبئی - ۲۹ جون اسمبلی کے مسلم ارکان کا ایک وفد مسٹر فضل رحمت اللہ کی سرکردگی میں وائسرائے کی روانگی انگلستان سے پیشتر وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس وفد نے اس بات پر زور دیا کہ ہندوستان کا آئندہ دستور اساسی مرتب کرتے وقت مسلمانوں کے نقطہ نگاہ کو بڑی اہمیت دی جائے -

ممالک غیر کی خبریں!

پیرس - ۲۶ جون - آج فرانس کے ایوان مندوبین میں عالیہ کو ب دمراقش میں فرانسیسی افواج کی تباہی پر بحث ہوئی - وزیر جنگ نے کہا کہ صورت حال پر اچھی طرح قابو پا لیا گیا ہے اور مقامی کمانڈر اس شکست کی ذمہ واری سے بالکل بری ہیں - آپ نے اس امر سے انکار کیا - کہ کوہستان اطلس میں عام جارحانہ پیش قدمی کا سوال درپیش ہے -

رگبی - ۲۷ جون - گذشتہ چھ ماہ میں پانی کی جو قلت رہی ہے - اس کی وجہ سے انگلستان اور ویلز کے بعض علقوں میں تردد پیدا ہو گیا ہے - لنڈن اور برمنگھم میں بارش معمول کے بہ نسبت نصف ہوئی ہے - ہر جگہ فراہمی آب کے انجینیروں کو کافی مقدار میں پانی فراہم کرنے کے متعلق تردد پیدا ہو گیا ہے - مثلاً شیپلے پارک شائر کے منتظمین بریڈ فورڈ سے پانی خرید رہے ہیں - شیپلے میں صرف اس قدر پانی ہے - جو بمشکل چودہ روز تک کفایت کر سکتا ہے - اور بریڈ فورڈ کا ذخیرہ آب صرف پانچ ہفتہ تک کفالت کر سکتا ہے

ٹوکیو - ۲۷ جون - پریوی کونسل کے ایک اجلاس نے جس کے صدر شاہ جاپان تھے - میثاق کیلوگ کو منظور کر لینے کا فیصلہ کیا:

القاہرہ - ۲۸ جون - سکندریہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ چونکہ یکہ حکومت مصر سے روئی کی بہت بڑی مقدار خریدنے کا انتظام کر رہی ہے - کیونکہ روسی ترکستان کی فصل پنبہ کو ٹڈی دل نے ہولناک نقصان پہنچایا ہے -

طہران - ۲۸ جون مجلس ایران نے بلجیم اور فارس کے معاہدہ کو منظور کر لیا -

نیو یارک - ۲۹ جون - امریکہ نے جنوبی قطب کی طرف جو مہم بھیجی تھی - اس کی رپورٹ اب شائع ہوئی ہے - اس میں لکھا ہے - کہ اس مہم نے بیس ہزار میل کا ایک قطعہ لاملفی دریافت کیا ہے -

نائس (گریس) - ۲۸ جون - جنرل رام باؤنڈ ایک پیدل فوج کی کمان کر کے پنشن پر علیحدہ ہوئے - یہ مقروض تھے - اس لئے ان کے مال کے قرق ہونے کا حکم ہوا جب - پولیس مال قرق کرنے لگی - تو جرنیل نے مکان کو مضبوطی سے بند کر لیا - اور سوراخوں میں سے گیس پھینک کر پولیس کو ہٹا دیا - سپاہی گیس سے بچنے کی خود پہن کر آئے - اور انہوں نے دروازہ توڑنے کی دھمکی دی جرنیل نے کہا کہ میں پہلے اپنی بیوی کے گولی مار دونگا - اور پھر خودکشی کر لونگا - ورنہ میرے دروازے کو نہ چھیڑو - پولیس پھر واپس گئی - اور گیس لاکر حملہ کیا - مگر بے سود - اس سے کہ جرنیل کے پاس اس سے بچنے کا علاج موجود ہے - جرنیل اب تک پولیس کا مقابلہ کر رہا ہے - محاصرہ چار روز سے جاری ہے

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)